Regd No R 67

شمارہ نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۷ | شمارہ ۲۸

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۵
ممالک غیر ...
فی پرچہ ۱۵ پیسے

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر خورشید احمد انور

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ | ۱۱ وفا ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۱۱ جولائی ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۹ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۴ وفا کی رپورٹ مظہر ہے کہ ۳ وفا کو ۹ بجے رات بذریعہ موٹر کار مری سے بخیر و عافیت ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ ۴ وفا کی صبح سفر کی تکان کی وجہ سے حضور انور کی طبیعت میں کوفت رہی۔ ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

قادیان ۹ وفا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

— گزشتہ رات قادیان میں خوب زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے گرمی کی شدت میں کمی آگئی ہے

— حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ

سوسائٹی آف سرونٹس آف گاڈ میں احمدی مبلغ کی تقریر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

بمبئی کے مشہور مذہبی اداروں میں ایک ادارہ "سوسائٹی آف سرونٹس آف گاڈ" ہے چار سال پہلے اس سوسائٹی کے زیر اہتمام ماہانہ اجتماعات ہوا کرتے تھے۔ اور گاہے گاہے مجھے بھی اس میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملتا رہا ہے۔ لیکن چند سالوں سے اس کی اجتماعی سرگرمیاں بعض وجوہ کی بناء پر بند تھیں۔ گیان دھیان کی مجالس تو روزانہ ہی لگتی تھیں مگر اس میں عام لوگوں کو شرکت کی دعوت نہیں دی جاتی تھی۔

اس سوسائٹی کے بانی ڈاکٹر دین شاہ مہتا ہیں۔ جو مہاتما گاندھی جی کے پرانے دوستوں میں سے ہیں۔ گاندھی جی نے انسانیت نوازی اور قوم پروری کا جو چراغ جلایا تھا اس کی روشنی ابھی تک ان کے دل میں موجود ہے اس سوسائٹی میں بلا امتیاز مذہب و ملت ہر عقیدہ و خیال کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور بعض اوقات سبھی مل جل کر کھانا بھی کھاتے ہیں جس کا نام "رام بھوجن" ہے۔

اس سوسائٹی کے زیر انتظام ایک بہت بڑا تجارتی ادارہ بھی چلتا ہے۔ "این سی کارپوریشن" ۵ رمئی کو اسی کارپوریشن کے وسیع و عریض فلیٹ میں ایک اجتماع بلایا گیا تھا جس میں شرکت کی مجھے بھی دعوت دی گئی تھی۔ عموماً اس میں ہندوؤں کا وہ اونچا طبقہ شامل ہوتا ہے جس کو گاندھی جی سے عقیدت ہے۔ مگر سیاست سے الگ تھلگ رہ کر دلوں میں روحانیت کی روشنی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس میں مجھے کئی بار احمدیہ نقطۂ خیال کے اظہار کا موقع مل چکا ہے۔ ان کے انگریزی پرچے میں میری تقریروں کے انگریزی ترجمے شائع ہو چکے ہیں اور یہ درست ہے کہ یہ لوگ اسلامی فرقوں میں سب سے قابلِ قدر "فرقہ احمدیہ" ہی کو سمجھتے ہیں۔ اور اسلامی عقائد و تعلیمات کے بیان کرنے میں جماعت احمدیہ کو برحق اور وسیع النظر سمجھتے ہیں جماعت کا شائع کردہ انگریزی ترجمہ قرآن اس سوسائٹی کی چاروں لائبریریوں میں ہے جو میں نے ہی مہیا کیا ہے۔ ان میں سے تین لائبریریاں بمبئی میں ہیں اور ایک پونا میں۔

یہ سوسائٹی تمام مذاہب کی صداقت پر ایمان رکھتی ہے۔ خصوصاً اسلام، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ ازم اور زردشت ازم۔ ان کے گرو، دھیان گیان یا توجہ الی اللہ میں ان تمام مذاہب کے بانیوں کی حسین و دلکش تصاویر ان مذاہب کی ترجمانی کرتی ہیں اسلام کی ترجمانی "قرآن مجید" کرتا ہے جو صندل کے طاق میں نہایت عزت و احترام سے رکھا رہتا ہے

۵ رجون کو جب میں اس سوسائٹی کے اجتماع میں گیا تو کئی سربرآوردہ حضرات نے مجھے اس اجتماع کو خطاب کرنے کی دعوت دی

یہ اجتماع سالانہ نوعیت کا تھا اور آج "رام بھوجن" کا بھی انتظام تھا۔ مجھے اس سوسائٹی کے بانی ڈاکٹر دین شاہ مہتا نے اپنے قریب ہی جگہ دی اور جب میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو وہ خود بڑی توجہ سے میری باتیں سننے لگے۔

میں نے اپنی تقریر میں اسلام کی ان تعلیمات کا ذکر کیا جن کا تعلق بنی نوع انسان کے رفاہِ عامہ سے ہے۔ وہ بھی جو عقائد سے متعلق ہیں اور وہ بھی جو اعمال سے متعلق ہیں۔

عقائد میں توحید اور رسالت کے متعلق اسلامی نظریہ پیش کیا۔ ہندو ازم سلسلۂ رسالت کا قائل نہیں ہے۔ ان کے ہاں اوتار کا تصور پایا جاتا ہے۔ میں نے کوشش کی کہ توحید اور رسالت کے مسائل میں اسلام اور ہندو ازم میں جو مشترک امور ہیں ان پر روشنی ڈالوں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "اوتار" کو مُرسل من اللہ کا مترادف قرار دیا ہے۔ آپ کی اس رہنمایانہ اصل کو سامنے رکھ کر میں نے اسلام میں رسول اللہ، ہندو ازم میں اوتار کو جو حیثیت حاصل ہے۔ اس پر روشنی ڈالی۔ ان روحانی واردات کا خاص طور پر ذکر کیا جب ایک رسول یا ولی پر ربوبیت کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور جس وقت اس کا وجود تجلیات الٰہیہ کا کامل مظہر ہو جاتا ہے۔ اور ان سے اقتداری معجزات کا ظہور ہونے لگتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خدا کا فرمان ہے کہ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یا وہ حدیثِ قدسی جس میں خدا اپنے دوست کے اعضاء کو اپنے اعضاء قرار دیتا ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت کی کہ دراصل اوتار کے تصور کی بنیاد بھی اسی پر ہے مگر وہ آدمی جس کی عقل کامل نہیں اور جو خدا اور بندے کے درمیان مابہ الامتیاز و افتراق ملحوظ نہیں رکھتا وہ اوتار کے تصور میں غلو کر گیا اور اس کو الوہیت کے منصب پر بٹھا دیا۔

میں نے اس امر کی وضاحت کی کہ شرک، بُت پرستی اور اجرام و عناصر پرستی انسانی ناقص تصورات کے نتائج ہیں ورنہ اگر غور سے دیکھئے تو ہر مذہب انسان کو ایک بے مثال معبود کی عبادت کی دعوت دیتا ہے

(باقی صفحہ بارہ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۷ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخیں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۷ ہجری شمسی یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پراونشل امراء کرام و عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے اور احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۷ ہجری شمسی یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ــــــــ مورخہ ۱۱ ؍ وفا ۱۳۴۷ ہش

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے انسانیت کو کیا دیا؟

گزشتہ اشاعت میں ہم نے روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے جمعہ ایڈیشن سے چند اقتباسات نقل کر کے واضح کیا تھا کہ اسلام کا مستقبل بڑا تابناک اور روشن ہے۔ اور کہ اسلام کی سربلندی اور اس کا غلبہ الٰہی نوشتوں کے مطابق ایسے مامور من اللہ کے ذریعہ مقدر ہے جس کی نسبت مقدسین کی پیشگوئیاں چلی آ رہی ہیں۔ اور بتایا تھا کہ یہ برگزیدہ وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام ہیں۔ جن کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی بنیاد ڈالی جا چکی ہے۔ اسلام کی سربلندی کا جو پودا آپ کے ہاتھوں سے لگایا گیا۔ اب اس کی شاخیں اکناف عالم میں بڑھ رہی ہیں۔ اور اس کے شیریں پھل پیدا ہو رہے ہیں۔ چونکہ ہر کام کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا کامل ظہور تو اپنے وقت پر ہی ہوگا۔ لیکن صاحب بصیرت افراد آنے والے تابناک دور کے آثار ابھی سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

اخبار الجمعیۃ کے مضمون نگار نے اسلام کے روشن ماضی کے مقابل پر اس کے دور انحطاط کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا تھا:۔

"اٹھارہویں صدی کی ابتداء میں یورپی عالموں نے مشرق قدیم کے زیر زمین مدفون آثار اور اس کی ادبی یادگاروں کی تلاش شروع کی تو نہیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر باہر لائے اور دنیا کو ان سے متعارف کرایا یہاں تک کہ آج کرۂ ارض میں کوئی ایسا مخفی کونا موجود نہیں ہے جس میں بسنے والے انسانوں کی صحیح صحیح نسلی خصوصیات یورپی علماء کی جمع کی ہوئی ہمیں پڑھنے کو نہ مل جائیں۔"

آگے چل کر مضمون نگار نے اس کا مقابلہ اسلام کے دور انحطاط کے ساتھ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اسلام کا دینیاتی نظام آج بھی ارسطو کی منطق پر مبنی ہے جس کو جدید دنیا کے علمائے منطق کب کا رد کر چکے ہیں۔ ایک مستشرق کے الفاظ میں:۔

"منصور حلاج کی زندہ کھال کھینچی گئی کیونکہ اس نے اپنے اندر خدا کو پایا تھا باب کو ۱۸۵۰ء میں ایران میں اس لئے گولی سے مار دیا گیا کہ وہ اپنے آپ کو امام موعود سمجھتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انکشاف کیا کہ مسیح اور کرشن کی روح ان کے اندر حلول کر گئی ہے۔ مگر یہ لوگ جو مابعد الطبیعیاتی دنیا میں اتنی بلند پروازی دکھا رہے تھے ان میں کوئی ایک بھی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو انسانیت کو سائینٹفک علوم میں کوئی نیا طریقہ یا کوئی نئی دریافت دیتا"

(الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۸/۶ ۲۱ صفحہ ۱۳ کالم ۱)

اس وقت ہم ان تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے کہ منصور حلاج نے کن حالات میں ایسی قربانی پیش کی۔ یا باب کو گولی مارے جانے کی اصل حقیقت کیا تھی۔ یا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف منسوب بات کہاں تک درست ہے اس وقت ہم مستشرق کے اعتراض کے اس حصے کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں یعنی

"یہ لوگ جو مابعد الطبیعیاتی دنیا میں اتنی بلند پروازی دکھا رہے تھے ان میں کوئی ایک بھی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو انسانیت کو سائینٹفک علوم میں کوئی نیا طریقہ یا کوئی نئی دریافت دیتا"

ممکن ہے مستشرق کی بات مضمون نگار کو کچھ وزنی معلوم ہو لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے یہ بات ایسی ہی بے جوڑ اور مضحکہ خیز ہے جیسے کوئی شخص کسی ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی قدر و منزلت کو اس لئے حقیر جانے کہ وہ کپڑا بننے یا مٹی کے برتن تیار کرنے میں انسانیت کو کچھ نہیں دے سکا۔ یا ایک ماہر قانون کو محض اس وجہ سے وقعت نہ دے کہ وہ انسان کی صحت جسمانی کے بارے میں رہنمائی نہیں کر سکتا ہر شخص جسے ادنیٰ بصیرت بھی حاصل ہے اس طور سے پرکھنے والے کو غلطی پر سمجھے گا کیونکہ ہر شخص کو اس کے اپنے دعوے اور دائرۂ عمل کے مطابق ہی پرکھا جاتا ہے۔ جو لوگ روحانیت کے پیشوا اور نوع انسان کی روحانی تعلیم کے لئے آتے ہیں ان سے دنیوی (اور مادی) امور میں پیشوائی کا مطالبہ کرنا اپنی ہی کوتاہ اندیشی کا پردہ فاش کرنا ہے۔ جملہ انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے کوئی ایسی مادی ایجاد اور کوئی سائینٹفک فارمولا اپنے صدق دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جس کی زمانہ کو تلاش تھی یا جسے زمانہ، وقت کی اہم ضرورت سمجھتا تھا۔ انبیاء کرام اور روحانی لوگوں کا دائرۂ عمل ہی اور ہوتا ہے وہ انسان کی جسمانی ضروریات سے زیادہ اس کی روحانی امور میں رہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ انسان کی روح کو وہ بقا حاصل ہے جو اس کے جسم کو نہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک روح کی صفائی اور اس کی اعلیٰ تربیت انسانیت کا کمال ہے اور اسی کو درجۂ تفوق حاصل ہے۔

اس واضح فرق کے باوجود یہ دنیا ایسے بوجھ بجھکڑوں سے خالی نہیں۔ ہر طبقہ اور ہر زمانہ میں ایسے قیاس مع الفارق کرنے والے ضرور مل جاتے ہیں۔ فاش غلطی پر ہونے کے باوجود اپنے تئیں عقل و دانش میں یکتائے روزگار سمجھتے ہیں۔ اسی قسم کا دماغ رکھنے والے ہی تو ہیں جن میں سے بعض ہستی باری تعالیٰ کا محض اس لئے انکار کر دیتے ہیں کہ خدا انہیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آ رہا حالانکہ ہر چیز کا معیار رؤیت یکساں نہیں۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام اور روحانی افراد کے بارہ میں بھی ایسے لوگوں کے خیالات کا ہے۔ ان لوگوں نے عجیب قسم کے مضحکہ خیز اور دور از کار تصورات بنا رکھے ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے تراشیدہ خیالات پر نبی وقت پورا نہیں اترتا تو بجائے اس کے کہ اپنی بصیرت یا بصارت کا علاج کریں الٹا برگزیدہ افراد کی ناقدر دانی کرنے لگتے ہیں۔

قرآن کریم میں جا بجا مختلف پیرایوں میں ایسے لوگوں کی غلط فہمیوں کا بڑے ہی مدلل طریق پر ازالہ کیا گیا ہے۔ اس کی مثالیں بہت ہیں۔ بطور نمونہ حضرت صالح علیہ السلام کے بارہ میں قوم ثمود کے انداز فکر پر غور کیجئے جبکہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوۃ و تبلیغ کو سن کر افسوس کیساتھ کہا

یَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا (ھود آیت ۶۳)

اے صالح ہمیں تو تم سے بڑی امیدیں تھیں مگر اب تیرے دعوے اور تبلیغ سے ہماری یہ سب امیدیں خاک میں مل گئی ہیں۔

مگر کیا صالح علیہ السلام نے ان کی ایسی بات کی وجہ سے اپنے ان فرائض کو بجا لانا بند کر دیا تھا؟ نہیں بلکہ بدستور جاری رکھا کیونکہ نوع انسان کے لئے جس چیز کی زیادہ ضرورت تھی وہ صالح علیہ السلام ہی کی باتوں میں تھی۔ اور وہی انسانیت کے سچے خیر خواہ تھے

دوسرے نمبر پر بطور نمونہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ظاہر پرست روحانیت سے کورے لوگوں کا مضحکہ خیز مطالبات پیش کرنا اور اس پر حضور ؐ کا پُر لطف جواب ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خدا اپنی توحید کیلئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں۔ اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔ اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے ...... ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اور دعاؤں میں لگے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتداء سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھیر جائے گی یا بلند مینار کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۵)

خطبہ جمعہ

حقیقی عزّت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے!

جسے اللہ تعالےٰ ذلیل کرنا چاہے ساری دُنیا مل کر بھی اسے عزّت نہیں دے سکتی

خُدا کی نگاہ میں عزّت پانے کیلئے ضروری ہے کہ ہمارے اقوال پاک ہوں اور ہم اعمالِ صالح بجا لائیں

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ر تبلیغ (فروری) ۱۳۴۷ ہش بمقام نخلہ

تشہد وتعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں یہ ودیعت کیا ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب کی صفات کے رنگ میں رنگین ہو اور اس طرح اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت عزیز بھی ہے

جس کے معنے غالب کے بھی ہیں اور جس کے معنے یہ بھی ہیں کہ تمام عزتیں اسی کی ہیں قرآن کریم نے اس پر وضاحت سے روشنی ڈالی ہے کہ تمام عزّتوں کا سرچشمہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ وہ خود بھی تمام عزّتوں کا مالک ہے۔ اور حقیقی عزّت سوائے اس کی ذات کے کسی اور سے مل ہی نہیں سکتی۔ انسان کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ باعزّت ہو اور باعزّت رہے اور عزّتِ نفس اسے اللہ تعالےٰ نے عطا کی ہے لیکن انسانی فطرت میں یہ جذبہ بیج کے طور پر ہوتا ہے۔ مگر انسان اپنی عزّت کے حصول اور اس کے قیام کے لئے بہت سی غلط راہوں کو بھی اختیار کر لیتا ہے ایسی راہیں جو

اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ

ہوتی ہیں معزز نہیں ہوتیں۔ قرآن کریم نے ان غلط راہوں کا بھی ذکر کیا ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اس طرح ان راہوں پر چل کر تم حقیقی عزّت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ نساء کی ۱۴۰ ویں آیت میں فرماتا ہے۔ پہلے یہ مضمون چلا آ رہا ہے کہ منافق مومنوں کو چھوڑ کے دنیا کی جھوٹی عزّتوں کے لئے کافروں سے اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھانے کی کوشش کرتا ہے

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

کیا اس طرح منافق دنیا میں اپنے لئے عزّت کا سامان پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ

حقیقی عزّت کا سرچشمہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے

اور ہر قسم کی حقیقی عزتیں اسی کی ہیں اور اسی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ ابتدائے اسلام میں غیر مسلموں کو سیاسی اقتدار اور طاقت حاصل تھی۔ ابھی اسلام کا غلبہ نہیں ہُوا تھا اس لئے منافق جھوٹی عزّتوں کی خاطر ان کی طرف جھکتے۔ اور ان کا سہارا لیتے اور ان سے عزّت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں منافقوں کو کہا کہ عزّت اگر تم نے حاصل کرنی ہے تو یہ کافر تمہیں عزّت نہیں دے سکیں گے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

حقیقی عزّت تو اللہ تعالیٰ کی ہے

اور اسی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ

کہ عزّت کے صحیح حقدار اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ تعلق کو قائم رکھ کر عزّت کو حاصل کیا جا سکتا ہے کافروں کی طرف مائل ہو کر ان کی طرف جھک کر، ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے نتیجہ میں کسی قسم کی عزّت حاصل نہیں کی جا سکتی انسانی فطرت کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے

منافق غلط راہ اختیار کرتے تھے

کہ خدا اور رسول کی طرف جھکنے کی بجائے وہ کافروں کی طرف جھک جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے ذکر میں سورۂ ھود کی آیت ۹۳ میں اللہ تعالےٰ نے بیان کیا ہے کہ ان کے مخالف اور منکر کی نگاہ میں قبیلے کی طاقت اور عزّت زیادہ تھی، اللہ تعالےٰ کی عزّت کے مقابلہ میں۔ حضرت شعیب کو بھی انہیں کہنا پڑا

اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

میرے قبیلے سے تم ڈرتے اور خوف کھاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اگر میرے قبیلہ کو ناراض کیا تو تمہاری بے عزّتی ہو جائے گی۔ لیکن تم یہ نہیں سمجھتے کہ اصل بے عزّتی تو اس شخص کی ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ کو ناراض کرتا ہے۔

اسی طرح سورۂ کہف کی ۳۵ ویں آیت میں فرمایا:-

اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا

ایک منکرِ خدا نے سمجھا کہ مال اور تعداد میں عزّت ہوتی ہے اور کہا کہ میرا مال بھی زیادہ ہے اور ہمارے گروہ کی اور ہمارے قبیلے کی نفری اور تعداد بھی زیادہ ہے اس لئے میں زیادہ عزّت والا ہوں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے غضب نے اسے پکڑا اور اس کے مال کو تباہ کر دیا۔ اور اس کی دنیوی عزّت کو خاک میں ملا دیا۔

پس

فطرت کے اس تقاضا کو پورا کرنے کیلئے

ان کی طرف ایسے لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا قبیلہ کی نفری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان پر فخر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو جب راہِ راست کی طرف خدا اور اس کا رسول بلاتے ہیں تو وہ سمعنا و طاعنا نہیں کہتے۔ بلکہ دنیا کی عزّتوں کی خاطر دنیا میں فساد پیدا کرتے اور کھیتی باڑی اور مخلوق کو ہلاک کرنے کی غرض سے ملک میں دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور اس طرح پر اپنی عزّت کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے سرگودہا کے ایک بڑے زمیندار سے ایک دفعہ میں نے (دیر کی بات ہے قبل از خلافت) تبلیغی بات کی تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے کیا مسئلہ سمجھائیں گے۔ میں تو سارے مسئلے سمجھا ہُوا ہوں۔ قادیان کے زمانے سے ہر جلسے پر حاضر ہوتا ہوں۔ تقاریر کو سنتا ہوں۔ اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو میں سمجھا ہُوا نہیں ہوں لیکن آپ یہ تو سوچیں کہ میں اپنے علاقہ کا بہت بڑا چوہدری ہوں۔ ہم نے اپنی عزّت اور چودھراہٹ کو قائم رکھنے کے لئے قتل بھی کروائے ہوئے چوریاں بھی کروائی ہوئی ہیں اور ڈاکے بھی ڈلوائے ہوئے اور اغوا بھی کروانا ہُوا۔ اگر میں احمدی ہو جاؤں تو آپ کا انگوٹھا میری گردن پر ہوگا اور آپ کہیں گے کہ یہ حرکتیں بند کر دو۔ تو میں جو علاقہ کا چودھری ہوں میری عزّت قائم نہیں رہے گی۔ گویا اس کے نزدیک دنیا کی عزّت کے قیام کے لئے فساد کا پیدا کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب ایسے شخص سے کہا جاتا ہے (وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ) کہ عزّت تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو

تا کہ تمہیں حقیقی عزّت ملے تو وہ اس بات کو سمجھتا نہیں اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اپنی جھوٹی عزّت کی پیچ ایسے لوگوں کو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور گناہ پر قائم رکھتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسے شخص کی کوئی عزّت نہیں۔ کیا وہ صاحبِ عزّت ہو سکتا ہے جس کے لئے جہنم خدا نے تیار کیا ہو؟ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ جس کے لئے جہنم کافی ہے۔ جس نے جہنم میں پڑنا ہے وہ عزّت اور فخر سے اپنا سر کیسے اونچا رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ دوسری جگہ فرماتا ہے سورۂ دخان میں کہ دنیوی غلبہ اور دنیا کی مقبولیت پر گھمنڈ کرنے والے اور اپنی جھوٹی دنیوی عزّت پر فخر کرنے والے کو ہمارے حکم سے فرشتے جہنم کے وسط تک گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے اور ان کے سروں پر ان کی اصلاح کے لئے گرم پانی ڈالا جائے گا۔ اور ہم اسے کہیں گے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ تو دنیا میں اپنے آپ کو غالب اور عزّت والا اور قابلِ احترام سمجھا کرتا تھا اور عزّت کے حصول کے لئے صحیح راہوں کو اختیار کرنے کی بجائے تو نے غلط راہوں کو اختیار کیا تھا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ آج میرے غضب کی جہنم اور ذلّت کی جہنّم کو چکھ اور یہ بدلہ ہے اس جھوٹی عزّت کا جو دنیا میں تو نے اپنے لئے قائم کی تھی۔

پس انسان کی فطرت میں صاحبِ عزّت اور قابلِ احترام بننے کا جذبہ تو یقیناً ہے۔ اور یہ جذبہ ہے بھی بہت اچھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ معزز بنے لیکن اسی کی نگاہ میں، کسی اور کی نگاہ میں نہیں۔ اور غلط راہوں پر چلنے سے اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت سے قرآن کریم میں روکا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ناک پر ان کی عزّت رہتی ہے۔ ذرا سی بات ہو جائے تو کہتے ہیں کہ جی ہماری بے عزّتی ہو گئی بے عزّتی ہو گئی۔ ایسا شخص بھی عزّت کے حقیقی مفہوم کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ

حقیقی مقام عزت

کو اس نے حاصل کیا ہے۔ کیونکہ کسی ایک کے کیا ساری دنیا کے گالیاں دینے سے بھی اس کی بے عزتی نہیں ہوتی۔ جب تک خدا کے فرشتے بھی اس پر لعنت نہ کر رہے ہوں۔ اور اگر وہ خدا کی نگاہ میں عزت دار ہے اور اگر خدا تعالیٰ کے فرشتے اس پر درود بھیج رہے ہیں اور اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں تو ساری دنیا گالیاں دے کیا فرق پڑتا ہے۔ ؟ کجا یہ کہ کسی نے ذرا سی بات کی اور لڑنا شروع کر دیا۔ گویا اپنے زور سے اس نے اپنے لئے عزت کا مقام حاصل کرنا ہے۔ اپنے زور سے تو حقیقی عزت کا مقام حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے مقابلے میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی فطرت مسخ شدہ ہوتی ہے ان کو اس بات کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزتِ نفس عطا کی ہے اور ایک معزز زندگی ہمیں اس دنیا میں گزارنی چاہیئے اس معنی میں، جس معنی میں خدا تعالیٰ نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت پانے کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانیاں، ہر قسم کی فدائیت کے نمونے پیش کرنے چاہئیں تاکہ ہم اس کی نگاہ میں معزز ہو جائیں۔ ایسی مسخ شدہ فطرت تو عزت کے معنی سے بھی ناآشنا ہوتی ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے اپنے نوکر کو خوب جوتیاں لگائیں۔ اس نے کہا جناب میرا استعفا !!! آج آپ مجھے جوتیاں مار رہے ہیں کل میری بے عزتی کر دیں گے۔ میں تو یہاں نہیں رہنا۔ یعنی جوتیاں کھانے سے بھی اس کی عزت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ گویا اسے پتہ نہیں کہ عزت کہتے کسے ہیں اور عزتِ نفس جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے وہ ہے کیا ؟ اس قسم کے لوگ بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔

منافقوں کے متعلق

بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یا آپ کے خلفاء کی اطاعت سے باہر نکلتے، یا فخر سے یہ کہتے ہوئے کہ ہم بڑے معزز ہیں ہمیں کوئی پروا نہیں خدا اور اس کے رسول کی پروا نہیں۔ رسول کے خلفا کی پروا نہیں۔ امراء کی پروا نہیں نظام جماعت کی پروا نہیں۔ تمہاری عزت پھر کیا رہ گئی ؟ تمہاری عزت کو قائم کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کو بھیجا تھا۔ تمہاری عزتوں کی حفاظت کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ خلافت کو قائم کیا تھا۔ تمہاری عزتوں کے محافظ بن کر نظام سلسلہ میں لوگوں کو پرویا تھا تاکہ ہر شخص ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھے۔ تمہارا فسوق کی راہ کو اختیار کرنا اور دعوٰی یہ کرنا کہ اس طرح ہم زیادہ معزز بن جائیں گے

ایک لغو اور غیر معقول بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر میں فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ
يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولٰئِكَ هُوَ يَبُورُ

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ تمہیں اس دنیا میں بھی اور اس دنیا میں بھی عزت ملے۔ نیز یہ کہ عزت کا چشمہ اللہ کی ذات ہے۔ عزت اگر مل سکتی ہے تو اسی سے مل سکتی ہے اور پھر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت حاصل کرنے کے طریق کیا ہیں اور پھر یہ انذار کیا کہ اگر ان طرق کی بجائے، ان راہوں کی بجائے تم دوسری کج راہوں کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت حاصل نہ کر سکو گے۔ بلکہ ذلیل ہو جاؤ گے

مختصراً

اس آیت کا مضمون یہ ہے

کہ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے اپنی فطرت کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر قسم کی عزت اللہ ہی کی ہے اور ہر قسم کی عزت کا حصول صرف اس سے تعلق رکھ کے ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے

سوال پیدا ہوتا تھا کہ خدا کی نگاہ میں ہم کیسے عزت حاصل کریں۔ فرمایا اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ نیک باتیں اس کی طرف جاتی ہیں اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کے معنی ہیں پاک باتیں۔ ایسی باتیں جن میں جہالت نہ ہو۔ اور ایسی باتیں جن میں فسق اور فجور نہ ہو۔ پس فرمایا کہ تمہارے اعتقادات اور تمہارے اقوال میں میری صفات کا نور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جہالت کے نتیجہ میں بھی وہ اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ نہیں رہتے، نہ اعتقاد نہ اقوال۔ اسی طرح اگر فسق و فجور ہو تو وہ اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ نہیں رہتے اس لئے ضروری ہے کہ اعتقادات صحیح ہوں اور انسان کی زبان پر صرف وہ باتیں آئیں جنہیں اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کہا جا سکے۔ لغو باتیں نہ ہوں۔ گالی گلوچ نہ ہو۔ فتنہ کی بات نہ ہو۔ جہالت کی بات نہ ہو۔ نفاق کی بات نہ ہو۔ اباء اور استکبار کی بات نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں ہیں جن سے اسلام نے روکا ہے۔ اور اگر ہماری زبان ان سے نہ رکے تو جو ہماری زبان سے نکلے گا اس پر اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کا فقرہ چسپاں نہیں ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

خدا کی نگاہ میں عزت

حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے منہ سے سوائے اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کے اور کوئی چیز نہیں نکلنی چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اس کے لغوی معنی یہ ہیں کہ وہ باتیں جن میں فسق نہ ہو۔ اور ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ ایسی باتیں جو خلافتِ راشدہ کے خلاف کہی جاتی ہیں ان پر قرآن کریم فسق کے لفظ کا اطلاق کرتا ہے۔ اس آیت میں جس میں خلافت کا ذکر ہے فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ کئی منافق یا نفاق کی آگ رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو کوئی پروا نہیں۔ اس نظام کے خلاف جو مرضی اسے کہہ دیئے مسلمانوں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (ہمیں کوئی پروا نہیں۔ ہم نظام کے خلاف بھی جو مرضی ہے کہہ دیں ہمیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ایڈیٹر) ابھی دو تین مہینے ہوئے جامعہ احمدیہ کا ایک ایسا طالب علم جو قریباً فارغ ہو چکا ہے اس کے متعلق مجھے یہ رپورٹ ملی کہ وہ کہتا ہے کہ میں جو مرضی ہے کہتا رہوں مجھے کوئی کچھ نہیں کہے گا آگے وجہ بھی اس نے احمقانہ بیان کی جس کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔

سوال یہ ہے

کہ اگر تم خلافت کے مقابلے میں کوئی بات کہتے ہو تو دنیا تمہیں آسمانوں کی عزتیں بھی عطا کر دے تو تب بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ خدا کی نگاہ میں تم فاسق بن گئے۔ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ میں شامل ہو گئے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں

وضاحت سے فرمایا ہے

کہ خالی منہ کی باتیں بھی کافی نہیں۔ یعنی اگر تم نے خدا کی نگاہ میں عزت حاصل کرنی ہے اور

حقیقی طور پر معزز بننا ہے

تو محض اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کافی نہیں کیونکہ یہ تو صحیح ہے کہ اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کا صعود اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ بغیر سہارے کے اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ خدا تک نہیں پہنچے

اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنایا

ہے کہ وہی اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ جن کو اعمالِ صالحہ کا سہارا ہے خدا تعالیٰ تک پہنچتے ہیں (وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ) تو نیک اعتقاد، صحیح اور معقول بول جو اعمالِ صالحہ کے سہارے بلند ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں جو

عزت کا سرچشمہ ہے

زبان بھی خدا کی پسندیدہ اور جوارح بھی خدا کے مطیع ہوں تو پھر خدا کی نگاہ میں انسان عزت پاتا ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت بھی ایسے شخص کو بے عزت نہیں کر سکتی جاہل دنیا نے اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرح ذلیل کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ ذلیل ہو گئے ؟ کیا وہ ذلیل ہوا جس کو خدا نے پیار سے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنی رضا کی جنت میں داخل کیا یا وہ ذلیل ہوا جس کو دنیا میں تو جوتے نہیں پڑے مگر اس کے رب نے اسے کہا ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ تو بڑا معزز اور مکرم بنا پھرتا تھا۔ جا! ساری جہنم میں داخل ہو اس جھوٹی عزت اور تکبر کا جس کی وجہ سے میرے پیاروں کو تو نے دکھ پہنچایا تھا آج نتیجہ دیکھ لے اور اس کی سزا کو پا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ۔ جو لوگ زبان بھی جہالت والی اور فسق و فجور والی رکھتے ہیں اور اعمال بھی ان کے اسی قسم کے ہیں لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وہ میرے غضب کی جہنم میں میرے قہر کے عذاب میں پڑنے والے ہیں۔ وَمَكْرُ أُولٰئِكَ هُوَ يَبُورُ اور بالعموم ان دو گروہوں کے ساتھ ثابت کر دے گا کہ جو لوگ میرے ان بندوں کے خلاف جنہیں میں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ تدبیریں کرتے اور زبان کو خنجر کی طرح چلاتے ہیں انکا مکر ہی ہلاک ہوتا اور ناکام ہوتا ہے۔ عزت میرے بندے ہی پاتے ہیں کیونکہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

حقیقی عزت اسی کو ملتی ہے

جسے اللہ تعالیٰ حقیقی عزت دینا چاہے اور جسے اللہ تعالیٰ عزت نہ دینا چاہے بلکہ ذلیل کرنا چاہے ساری دنیا مل کے بھی اسے نہ اس دنیا میں نہ اس دنیا میں حقیقی عزت عطا کر سکتی ہے

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق عطا کرے کہ اس کی منشاء کے مطابق اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ بجا لاتے ہوئے حقیقی عزت اس کی نگاہ میں ہم پائیں اور خدا کرے کہ ہمیں یہ نہ سننا پڑے کہ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۔

(الفضل ۲۹ جون [illegible])

جن موصی احباب

نے ابھی تک فارم اصل آمد پُر کر کے دفتر ہذا کو ارسال نہیں فرمائے۔ ان سے درخواست ہے کہ جلد ارسال کر کے ممنون فرمادیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستِ دعا

خاکسار کے کچھ ہمشیر زادگان نے بی اے اور ایم اے وغیرہ کے امتحانات دیئے۔ ان کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ملک نذیر احمد پشاوری درویش قادیان

روئیداد دورہ دوم بابت تحریک جدید

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے وکیل المال قادیان

خاکسار کا دوسرا دورہ ۱۲ ارامان (مارچ) تا ۱۳ ارہجرۃ (مئی) مغربی بنگال میں کلکتہ، انگار پور، ابراہیم پور، کیتھا، بھرت پور، تانگرام، بانسرہ، ڈائمنڈ ہاربر اور اڑیسہ میں کٹک، اور۔ ایم۔پی، کیرنگ، سونگھڑہ، بھدرک، سورو، کرڈاپلی، دیکا گوڈا، رنگاٹن، نیوکیپٹل، اور بہار میں پٹنہ، رانچی، سمبلیہ، مسجد پور، مظفر پور، بھاگلپور، پورنیہ، خانپور، مونگھیر، ... کے مقامات کا تھا۔ بحمد اللہ نئے وعدے اور اضافے بارہ ہزار ایک صد بائیس روپے کے ہوئے۔

جماعتوں میں بہت سے ایمان افزا حالات کا علم ہوتا ہے جن سے روح وجد میں آتی ہے ہر جگہ احباب کو احمدیت کی برکت کے نتیجہ میں پر یقین پایا۔ جبکہ دیگر مسلمان بےدینی اور قنوطیت کا شکار ہیں۔ ان کا نہ کوئی واجب الاطاعت امام ہے نہ مرکز ہے جماعت احمدیہ پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل نازل ہوا ہے جس سے دیگر مسلمان محروم ہیں۔ مغربی بنگال کے دیہات میں اور اڑیسہ کے دیہات میں ایک کثیر تعداد ... تحقیق وہاں احمدیت کا پہنچنا اور پھر اڑیسہ میں کیرنگ۔ پینکال اور کرڈاپلی کے دیہات کی ساری آبادی کا احمدیت کا قبول کر لینا احمدیت کی صداقت کی دلیل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء کہ ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جن پر ہم آسمان سے وحی کریں گے کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔ متقدم الذکر دونوں مقامات میں صرف دو چار افراد احمدیت سے باہر ہیں۔ ان کی آبادی علی الترتیب ڈیڑھ ہزار، نصف ہزار اور پون ہزار ہوگی کیرنگ ہندوستان بھر میں سب سے بڑی جماعت ہے۔ اور بحمد اللہ اس وقت وہاں کے صدر صاحب محترم کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے نوجوان طبقہ بہترین کام کر رہا ہے۔ ... کے حسن انتظام کا ہر ایک کو نقش ہے۔ ہر سال وہاں اڑیسہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ اور خاکسار کو اس بار اس میں شریک ہونے تقریر کرنے بلکہ چند اجلاسوں میں سے ایک کی صدارت کرنے کا بھی بفضلہ تعالےٰ موقعہ ملا۔ وہاں کے احباب کی ایک بڑی تعداد بیرونی مقامات پر ملازم ہے۔ اور وہ اس

بلکہ ضرور شرکت کرکے خدمت کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔ اس جلسہ میں ایک سابق وزیر ضلع بہار بھی شریک ہوئے جو ہندو ہیں اور اڑیسہ کے سب سے بڑے اخبار کے بانی ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت تعریف کی، اور آپ کی صداقت کا اقرار کیا۔ اور دوسرے روز اپنے سربرآوردہ اخبار میں ایک طویل مقالہ جماعت احمدیہ کے متعلق سپرد قلم کیا۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جماعت احمدیہ سے اسلام کے بارہ میں باتیں سننے کے متعلق ہندوؤں کا رجوع پہلے سے بہت زیادہ ہے۔ موضع رنگاٹن (اڑیسہ) میں پنڈال میں کثیر تعداد ہندوؤں کی تھی جو کئی گھنٹے جم کر جلسہ سنتے رہے اور پنڈال میں مزید افراد کے بیٹھنے کی گنجائش نہ تھی۔ صاحب صدر بھی ایک ہندو معزز دوست تھے۔ سورو (اڑیسہ) میں دوسری بار جلسہ مخالف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کٹک کے اعتراضات کے جوابات کے لئے نصف شب تک ہوا۔ لیکن ایک بڑی تعداد ہندوؤں کی اوّل تا آخر شامل رہی۔ اور ایک ہندو ایم۔ایل۔اے سٹیج پر براجمان رہے۔ ہندوؤں کی درخواست پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی نے ان کی خاطر تقریر کی جو ان کے لئے خوشی کا موجب ہوئی۔

سورو کی جماعت دس سال قبل قائم ہوئی تھی۔ اور اس وقت قریباً ایک صد افراد پر مشتمل ہے۔ ایک دوست نے سنایا کہ میں نے تو مرضی شرائط بیعت سنیں اور بیعت کر لی۔ میرا بھائی ٹرک ڈرائیور تھا اور ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا تھا۔ اس نے ایک روز کہا کہ اگر اس وقت بارش ہو جائے تو میں احمدیت قبول کر لوں گا۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یقین رکھتے ہوئے میں نے کہا کہ ہو جائے گی۔ چنانچہ بوندا باندی شروع ہوئی۔ لیکن کہنے لگا کہ موسلا دھار بارش ہو تو بات ہے۔ ... بوندا باندی میری مراد نہیں۔ میں نے کہا میں ابھی نماز پڑھ کر دعا کرتا ہوں۔ ضرور ضرور سے بارش ہو جائے گی۔ چنانچہ ابھی میں وضو ہی کر رہا تھا کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اور میرے بھائی نے احمدیت قبول کر لی۔

اور شراب نوشی بکلی ترک کر دی۔ خاکسار کو یہ ایمان افروز واقعہ سنتے ہوئے بار بار حدیث رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ یاد آئی۔ کہ کئی پراگندہ بال غبار آلود (مومن) ایسے ہوتے ہیں کہ قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالےٰ اپنے ان پاک طینت بندوں کی لاج رکھ کر ان کی بات پوری کر دیتا ہے۔ ہر دو بھائی سادہ طبیعت اور ہر قسم کے تصنع سے کوسوں دور ہیں۔ وہاں کے اوّلین احمدی مکرم شیر علی صاحب اور دیگر تمام احباب احمدیت کے فدائی ہیں۔

رانچی (بہار) سے چند میل کے فاصلہ پر موضع سمبلیہ میں ایک جماعت مکرم سید بدر الدین احمد صاحب مبلغ وقف جدید کے ذریعہ چار سال قبل قائم ہوئی تھی۔ وہاں کے احباب بہت نڈر ہیں۔ اور مخالفتوں کو برداشت کر رہے ہیں۔ چند سال قبل ایک قریب کے گاؤں میں غیر احمدی علماء موٹروں میں بڑی شان کے ساتھ پہنچے۔ سمبلیہ میں یہ اندیشہ ہوا کہ احمدیوں کی جانیں اس جلسہ کے عظیم اجتماع میں خطرہ میں ہیں۔ تو ایک نوجوان احمدی بھی (جو چند ماہ قبل شادی ہو کر قادیان آچکی ہیں) اور ایک قدرے بڑی عمر کی خاتون تلواریں لے کر احمدیوں کے دفاع کے لئے پہنچ گئیں۔ انہیں سمجھا بجھا کر واپس کیا گیا۔

بھدرک (اڑیسہ) میں چار برادران مکرم غلام مسیح صاحب، مکرم غلام حیدری صاحب، مکرم غلام ہادی صاحب اور مکرم عبد القادر صاحب نے ایک نہایت قیمتی اور با موقعہ قطعہ زمین جماعت کو دے دیا ہے تاکہ فراغت کرکے اس کی رقم کو تعمیر مسجد پر صرف کیا جائے امید ہے کہ یہ قطعہ تیس ہزار روپیہ کے لگ بھگ رقم میں فروخت ہو جائے گا۔ خاکسار کو بہشتی مقبرہ کے لئے وصایا کرانے کا بھی خیال رہتا ہے۔ دورہ اوّل کی طرح اس دفعہ بھی قریباً دو لاکھ روپے کی جائیداد اور سالانہ آمد کی وصایا ہوئیں۔ کیرنگ میں میں نے اسبارے میں کوشش کی تو بیوگان نے عجیب نمونہ دکھلایا۔ ایک نے تو شکوہ کیا کہ کوئی بھی میری وصیت نہیں کراتا۔ محترمہ شریفن بی بی صاحبہ بیوہ مکرم بشیر الدین خان صاحب مرحوم نے ۲۶۰۰ روپے کی جائیداد کا ایک تہائی یعنی چھ صد بیس روپے وصیت کے ساتھ ادا بھی کر دیئے اور محترمہ حمیدہ بی بی صاحبہ بیوہ مکرم بہادر خان صاحب نے سولہ ہزار روپے

کی جائیداد کا آٹھواں حصہ وصیت لکھوا کر پانصد روپیہ نقد ادا کرتے ہوئے بقیہ ڈیڑھ ہزار روپیہ ایک سال کے اندر ... کرنے کا وعدہ کیا۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جیسے زلزلوں اور جنگ عظیم میں اور تقسیم ملک کے فسادات میں اللہ تعالےٰ نے احباب جماعت احمدیہ کی خاص حفاظت فرمائی۔ اسی طرح اب بھی اللہ تعالےٰ خاص حفاظت فرماتا ہے اسی طرح باوجود مخالف حالات کے بغیر کسی خاص کوشش کے اللہ تعالےٰ جماعت کے اموال و نفوس اور اثر و رسوخ میں بھی نمایاں برکت دے رہا ہے۔ خصوصاً ان احباب کو جو نمایاں طور پر سلسلہ کی خدمت کرتے ہیں۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عشق و محبت کے باعث جماعتوں کا جذبہ خدمتِ دین اور انفاق فی سبیل اللہ قابلِ صد رشک ہے۔ مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی کثیر العیال ہونے کے علاوہ اور بہت سے مالی اخراجات کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ قریب میں ان کے بڑے صاحبزادہ مکرم سید محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ کی وفات کی وجہ سے ان کے اہل و عیال کی ذمہ داری بھی آپ پر ہے۔ آپ پونے پانصد روپے ماہوار چندہ جات ادا فرماتے تھے۔ خاکسار کے عرض کرنے پر توکلاً علی اللہ آپ نے تین صد روپے سالانہ کا اضافہ کرکے پانصد روپیہ ماہوار کر دیا۔ آپ اپنی جماعت کے ساتھ بھی سلسلہ کی خدمت کرتے ہیں سمبلیہ کے ایک نوجوان کی شادی قریب میں ہونے والی تھی۔ اس کے غیر احمدی سسرال نے مونگھیر سے فتویٰ منگوایا کہ احمدی کافر ہیں اور یہ نکاح خود بخود ٹوٹ گیا ہے۔ لڑکی عدت گذارنے پر دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ اس پر لڑکی کو والدین نے روک لیا۔ اس کے نوجوان خاوند نے ہم سے کہا کہ بیوی روکنے سے بفضلہ تعالےٰ میرے پائے استقلال میں تزلزل واقع نہ ہوگا۔ جناب سید صاحب موصوف نے اسبارے میں دعویٰ دائر کیا ہے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے میرے بڑھاپے پر رحم کرکے مجھے تبلیغ کا نادر موقعہ فراہم کر دیا ہے۔ بعض مقامات پر تنگ دست غرباء نے بعض ... کہ دو سال کے قبل کے مقابل پر اس دفعہ میزانیہ تحریک جدید ڈیوڑھا ہو گیا ہے۔ مزید تحریک کے بغیر اپنے وعدے ڈیوڑھے کر دیئے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایسے احباب کے متعلق فرماتے ہیں :-

اِسلام حرّیتِ ضمیر اور آزادئ مذہب کا حقیقی علمبردار ہے

از مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقفِ زندگی۔ مقیم جڑانوالہ

برسوں کی ٹھوکروں اور تجربہ کے بعد آج کا انسان اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حریتِ ضمیر اور مذہبی خیالات و افکار کی آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے جسے ازمنۂ ماضیہ اور زمانۂ حال کی بعض متشدد قومیں اور انسان بُری طرح تلف کرتے چلے آ رہے ہیں اور موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک کا امن یکسر کھو یا جا چکا ہے اور مذہب کے نام پر وہ وہ مظالم توڑے جا رہے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسانیت سر پیٹ رہی ہے

کیا یہ افسوسناک اور تکلیف دہ امر نہیں کہ نی زمانہ عیسائی پادریوں اور ان کی دیکھا دیکھی بعض دوسرے بھی دینِ اسلام اور سیدالانبیاء حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ماننے والوں کو بدنام کرنے کی غرض سے یہ مشہور کرتے ہیں کہ گویا اسلام جبر و تشدد کا حامی ہے اور اس کے بانی حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) حریتِ ضمیر اور آزادئ مذہب کے مخالف تھے اور یہ کہ آپؐ نے اور آپؐ کے [illegible] روا رکھے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا تو یہ بھی کہنا ہے کہ اسلامی فتوحات کے پسِ پردہ تلوار اور دیگر مادی طاقتیں کارفرما رہی ہیں

جب ہم اسلام کے دشمنوں کے ایسے بے بنیاد الزامات کے پیشِ نظر قرآن کریم کی مقدس تعلیمات اور بیان کردہ پاکیزہ اصول و قوانین اور حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرونِ اولےٰ کے مسلمانوں کی عملی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو اسلامی حقائق اسلام کے خلاف مذکورہ بالا الزامات کی صاف تردید کرتے ہوئے ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ اور ہمیں رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا وہ مقدس دین جس نے سب سے پہلے ابنائے آدم کو مذہبی عالم میں کامل آزادی کا پیغام دیا تھا۔ اور جس کے ماننے والوں نے غیر مسلموں سے حسنِ سلوک اور مذہبی رواداری میں کمال کر دکھایا تھا۔ آج اسی دین کو احسان فراموش لوگ اعتراضات کا نشانہ بنا کر اپنی کور باطنی کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں۔

قرآن کریم اعلان فرماتا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دین کے بارہ میں (کامل آزادی ہے) کسی قسم کا جبر و اکراہ نہیں ہے۔ اسی طرح ارشادِ باری ہے کہ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ یعنی (اے منکرو) تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے۔ اسی طرح ارشاد ہوتا ہے کہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ۔ یعنی کہہ دے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جو کوئی چاہے ایمان لائے۔ اور جو کوئی چاہے انکار کرے۔ پھر ایک مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ اے رسول! کیا آپ دیگر لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ ضرور بالضرور ایمان لے آئیں۔ یعنی آپ کا یہ منصب نہیں ہے۔ اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ تم لوگوں کو خدا تعالےٰ کے راستہ کی طرف نہایت حکمت اور دانائی اور نیک پند و نصائح سے دعوت دو اور ان سے نہایت اچھے طریق سے تبادلۂ خیالات کرو۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی اے رسول ہم نے تمہیں ساری دنیا کے انسانوں کے لئے مجسم رحمت بنا کر مبعوث کیا ہے۔

غرض ایک دو نہیں بیسیوں آیات قرآنیہ میں خدا تعالےٰ نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ اسلام اور اس کے مقدس بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے ماننے والوں کا یہ مقدس مشن ہے کہ دنیا میں جبر و اکراہ کے خلاف آواز بلند کرتے جائیں اور اس بات کی شب و روز منادی کرتے رہیں کہ مذہب کے نام پر کسی قسم کی چپقلش اور خانہ جنگی اور باہم گتھم گتھا ہونا ابنِ آدم کے پیدائشی حق کے منافی اور متخالف ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں سے نہ صرف حسنِ سلوک اور کامل آزادی روا رکھنے کی تعلیم دی ہے بلکہ ایسے پُرحکمت اصول بھی بیان فرمائے ہیں کہ جن کو اپنانے سے یقیناً دنیا کی بدامنی اور شر و فساد کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور انسان امن و امان کا بخوبی سانس لے سکتا ہے۔

چنانچہ مذہبی اختلافات کی خلیج کو کم کرنے اور دنیا کی قوموں کو اتحاد و اتفاق کے ایک متحدہ پلیٹ فارم پر لانے کی غرض سے اسلام کی مقدس اور الہامی کتاب (قرآن کریم) میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں (مختلف زمانوں میں) خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈرانے والے نہ آئے ہوں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔ یعنی ہم نے ہر قوم میں نبی اور رسول بھیجے ہیں۔ غرض یہ تھی کہ تاتم لوگ خدا تعالےٰ کی عبادت کرو اور شیطان سے اجتناب کرو۔ ایسا ہی قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنی ہم مبعوث کردہ نبیوں میں سے کسی میں بھی بلحاظ نبوت کے فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار و مطیع ہیں

ظاہر ہے کہ مذہبی قوموں میں جہاں دیگر اختلافی امور کی بناء پر جنگ و جدال کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں وہاں اس امر پر بھی بسا اوقات آپس میں چھڑ جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے واجب العزت بزرگوں اور نبیوں کے حق میں نازیبا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور ان برگزیدہ ہستیوں کا ادب و احترام نہیں کیا جاتا۔ اسلام کا خدا چونکہ حکیم و علیم بھی ہے وہ خوب جانتا تھا کہ آئندہ قوموں کے درمیان یہ بات بھی جھگڑا اور فساد پیدا کرنے کا باعث ہوگی اس لئے اس نے مسلمانوں اور دیگر لوگوں کو یہ حکم دیا کہ تم ایک دوسرے کے انبیاء علیہم السلام کی عزت و توقیر کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر موجودہ زمانہ کی مذہبی قومیں قرآن کریم کے بیان کردہ اصول کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار ہو جائیں تو کافی حد تک مذہبی اختلافات اور جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے لیکن بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ جو لوگ جبر و تشدد کے حامی اور پرچارک ہیں ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ اور وہ کسی صورت میں بھی صلح و آشتی کے خواہاں نظر نہیں آتے اور پھر اور بھی ستم ہے کہ اسلام جو سراسر امن و امان کا نہ صرف حامی بلکہ علمبردار ہے اُسے اغیار لوگ بدنام کرنے کی سعیٔ لاحاصل کر رہے ہیں۔ اور دینِ اسلام کے خلاف ان لوگوں کی طرف سے آئے دن ایسا پروپیگنڈا ہو رہا ہے جو یقیناً ناانصافی اور اسلام دشمنی کا آئینہ دار ہے۔

دوسروں سے حسنِ سلوک اور رواداری کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم کے علاوہ جب ہم تاریخِ اسلام کی روشنی میں حضرت نبیٔ پاک محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں حضورؐ کی مقدس اور قابلِ صد رشک زندگی میں جابجا ایسی سینکڑوں امثلہ ملتی ہیں جن سے اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ نہ صرف ہمارے رسولِ پاکؐ نے اپنے ماننے والوں کو درسِ رواداری ہی دیا ہے اور دوسری قوموں کے مذہبی جذبات و احساسات کا خیال رکھنے کی تاکید ہی فرمائی ہے بلکہ عملی طور پر اپنے دشمنوں تک سے بھی کمال درجہ حسنِ سلوک روا رکھا ہے اللّٰہم صلِّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمد۔

حضورؐ نے عرب کے سرکردہ رؤسا اور ممالک کے فرمانرواؤں کے نام جو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے انہیں ملاحظہ فرمایئے نیز حضورؐ نے بیت المقدس (ایلیا) کے عیسائیوں سے جو معاہدۂ امن کیا اسے ایک نظر دیکھیئے تو صاف نظر آتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے حقوق اور مذہبی جذبات کا اپنے قلبِ صافی سے کس طرح احساس فرمایا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اسّی کفار کا ایک گروہ تنعیم کی طرف سے حضورؐ کے قتل کے ارادہ سے آیا۔ یہ لوگ بالآخر گرفت میں آ گئے انہیں حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو شاہِ دوعالم نے ان سب کو معاف فرما دیا۔ ایسے رحیم و کریم نبی کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنا حق و صداقت کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے

تاریخ کی روشنی میں چودہ صدیاں قبل کے ایام اور حالات و واقعات پر نگاہ ڈالئے۔ مکہ والوں نے اپنے بے پناہ مظالم سے حضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور ان بے رحم اور ظالم کفار نے بالآخر بے دردی اور سفاکی سے حضور کو اس سرزمین کو خیرباد کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان روح فرسا مناظر کو چشمِ تصور میں لا کر کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل فتح مکہ کے منظر کا مشاہدہ کیجیئے جب کہ رحمۃ للعالمین نے وحشت و بربریت کے ان مجسموں کو جنہوں نے حضورؐ اور آپؐ کے قریبی رشتہ داروں اور صحابہؓ کو اپنے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا تھا یہ کہہ کر معاف فرما دیا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ

پس یہ حقیقت ثابتہ ہے اور قرآن کریم اور اسلامی تاریخ کے اوراق اس پر شاہدِ ناطق ہیں کہ اسلام اور اس کے ماننے والوں نے کبھی اور کسی زمانہ میں بھی غیر مسلم قوموں پر ظلم و تعدی نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہی مسلمانوں نے غیر مسلموں سے حسنِ سلوک کا معاملہ کیا ہے رہا اسلام کے دورِ اوّل میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے مقدس صحابہ رضی اللہ عنہم کا دوسروں سے جنگیں لڑنا تو یاد رہے کہ یہ اسلامی جنگیں محض دفاعی رنگ رکھتی تھیں۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے کسی موقعہ پر بھی جارحانہ قدم نہیں اٹھایا بلکہ ہمیشہ ہی قرآن کریم کے احکام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور خلفائے راشدین کی ہدایات ان کے لئے مشعلِ راہ رہیں ❊

روئیداد دورہ دوم بابت تحریک جدید

(بقیہ صفحہ ۵)

"جن کے دل میں مرض ہو ان کے پاس اگر کروڑوں روپیہ ہو تب بھی کہیں گے کہ کھانے کو نہیں ملتا چندے کہاں سے دیں لیکن مومن کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو بھی یہی کہے گا کہ بسم اللہ میں حاضر ہوں جن کے ذریعہ فتح ہو گی۔ وہ یہی ہیں جن کے دل مرض سے پاک ہیں۔ گئے لئے تیار رہتے ہیں جو مشکلات اور تکالیف میں زیادہ قربانی کرتے ہیں انہی لوگوں کی کوشش سے فتح ہوتی ہے اور انہی لوگوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعت احمدیہ کو قائم رکھنے والے یہی لوگ ہیں جو مصیبت کے وقت قدم آگے بڑھاتے ہیں اور کسی صورت میں پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔"

بحمد للہ بیت المال، فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ۔ وقف جدید اور مجلس خدام الاحمدیہ اور دعوۃ وتبلیغ کے تعلق میں بھی جماعتوں میں حتی الوسع کام کرنے اور احباب کو کثیر تعداد میں قادیان جلسہ سالانہ پر آنے اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے خط وکتابت کر کے ذاتی رابطہ پیدا کرنے اور دعاؤں سے استفادہ کرنے کی تلقین کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ برائے مغربی بنگال واڑیسہ کا تبلیغی دورہ کا پروگرام بن چکا تھا۔ اس لئے ہر دو علاقوں میں مجھے ان کی معیت و امداد حاصل رہی۔ بھدرک۔ جلسہ اور سورو۔ سونگھڑہ۔ کرڈاپلی۔ کیرنگ۔ کٹک۔ پوری وغیرہ مقامات پر خاکسار کو جلسہ ہائے عام میں صدارت کی خدمت ادا کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ اور بہار میں وہاں کے مبلغ انچارج مکرم مولوی شبیر الحق صاحب فاضل کی معیت و مدد حاصل رہی نیز مبلغ کیرنگ مکرم سید محمد موسیٰ صاحب۔ مبلغ سونگھڑہ مکرم سید دلشاد عمر صاحب مبلغ کرڈاپلی مکرم مولوی محسن خان صاحب مبلغ سمبلپور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگردی مبلغ بھرت پور مکرم مولوی فضل مطلب صاحب مبلغ ڈائمنڈ ہاربر مکرم مولوی حمید الرحمٰن صاحب مبلغ کانپور اور تمام جماعتوں کے امراء یا صدر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان مال اور مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب امیر صوبائی اڑیسہ اور مکرم سید محمد سلیمان صاحب امیر صوبائی بہار نے ہر طرح تعاون فرمایا۔ ان سب کے لئے اور تمام جماعتوں کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

ذیل کے احباب کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں (۱) حضرت سید وزارت حسین صاحب بمقام اوریکی (بہار) سابق امیر صوبائی۔ آپ ۸۵/۸۶ برس کے ہیں۔ قادیان سے باہر بھارت بھر میں صرف یہی آپ واحد صحابی ہیں۔ آپ کی ایک ہمشیرزادی محترمہ سیدہ میمونہ خاتون صاحبہ مقیم بمقام آرہ و والدہ پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب و ڈاکٹر شمیم احمد صاحب و سید تسنیم احمد صاحب (جو ... ہیں اور ... قادیان ہندوستان ... اکیلی صحابیہ ہیں) حضرت سید ... صاحب کی اہلیہ محترمہ اور حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کی نواسی ہیں) آجکل شدید علیل ہیں۔ اور آپ کے صاحبزادہ مکرم سید فضل احمد صاحب آفیسر ... متعین مظفر پور کی ترقی کے معاملہ میں رکاوٹ ہے۔ آپ اس وقت اپنی آمد کا چھٹا حصہ چندوں میں دیتے ہیں اور عزم رکھتے ہیں کہ ترقی ہونے پر ایک چوتھائی آمد چندہ میں دینا شروع کریں گے۔

۲۔ مکرم سید محمد احمد صاحب سیکرٹری مال جمشید پور کی ترقی میں اسلامی شعار کی پابندی کو روک سمجھا جاتا ہے مسلمانوں کی طرف سے ان کو ہر وقت بدامنی کا خطرہ ہے اور تکالیف ملتی ہیں۔ ان کے بھائی مکرم سید ناصر احمد صاحب انجنیئر اولادِ نرینہ سے محروم ہیں۔

۳۔ مکرم سید عبد القدیر صاحب صدر جماعت کٹک پنشن کے قریب پہنچ کر ملازمت معطل کئے جا چکے ہیں اور ان کے ایک فرزند ایم۔ ایس۔ سی کا امتحان دے رہے ہیں۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت برائے سال ۶۸-۱۹۶۷ء (۱۳۴۶-۴۷ ہش)

کیرنگ (اڑیسہ)

صدر — مکرم بشیر احمد خاں صاحب
نائب صدر — " کمال الدین صاحب
سیکرٹری دعوۃ وتبلیغ — " نصیر محمد صاحب
" تعلیم وتربیت — " مولوی عزیز الدین صاحب فاضل
" امور عامہ — " جبار الحق صاحب
" وصایا — " معین الدین صاحب
" مال — " آفتاب الدین صاحب
" ضیافت — " رنباز خاں صاحب
" تحریک جدید — " مصلح الدین صاحب
" وقف جدید — " غلام احمد صاحب
امین — " شمس الدین صاحب
آڈیٹر — " شیخ احمد علی صاحب

ہبلی

صدر وسیکرٹری مال — مکرم منڈا سنگھو صاحب
نائب صدر وسیکرٹری امور عامہ — مکرم غوثو میاں صاحب
سیکرٹری تعلیم وتربیت — " حکیم عبد الرحمٰن صاحب
" تبلیغ — " "
" وقف جدید — " عبد السمیع صاحب

بنگلور

پریذیڈنٹ — مکرم بی ایم عبد الرحیم صاحب
سیکرٹری مال — " ڈاکٹر محمد امام صاحب
" امور عامہ — " محمد شفیع اللہ صاحب
" دعوۃ وتبلیغ — " ڈاکٹر محمد حسین صاحب
" تعلیم وتربیت — " سید عبد الحفیظ صاحب
" وقف جدید — " مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب
آڈیٹر — " سید احمد صاحب نیل سندری

سکندر آباد

پریذیڈنٹ — مکرم سیٹھ یوسف احمد اللہ دین صاحب
سیکرٹری مال — " ڈاکٹر حافظ صالح محمد اللہ دین صاحب
" تعلیم وتربیت — " سیٹھ علی محمد اللہ دین صاحب ایم اے
" امور عامہ — " مہر الدین صاحب

کرنول

صدر — مکرم سید محمود علی صاحب
سیکرٹری مال — " محمد عظمت اللہ صاحب
" تبلیغ — " عابد حسین صاحب
" تعلیم وتربیت — " محمد عبد الوسیع صاحب
" ضیافت — " محمد عبد العزیز صاحب

پینہ پیرمیم۔ نیلامبر

پریذیڈنٹ — مکرم سی کے علوی صاحب
سیکرٹری مال — " سی ابوبکر صاحب
" تبلیغ — " پی پی محمد صاحب

مدراس

صدر — مکرم پروفیسر محمد صاحب ایم اے
نائب صدر — " علی محی الدین صاحب
سیکرٹری امور عامہ — " ایم کے ایس محی الدین علی صاحب
" تبلیغ — " کمال الدین احمد صاحب
" تعلیم — " بشیر احمد صاحب
" مال ووصایا — " محمد فاروق صاحب
" تحریک جدید ووقف جدید — مکرم حسن محمد صاحب جعفری
آڈیٹر — مکرم کمال الدین احمد صاحب

کالیکٹ

پریذیڈنٹ — مکرم اے پی کنجی مو صاحب
سیکرٹری امور عامہ وخارجہ — مکرم پی وی احمد کویا صاحب
" تبلیغ — مکرم اے کے محمد کویا صاحب
" تعلیم وتربیت — " مولوی ایم یوسف صاحب
" مال ووصایا — " ٹی علی صاحب
" تحریک جدید ووقف جدید وفضل عمر فاؤنڈیشن — مکرم سی وی محمد صاحب
" ضیافت — مکرم کے کویاٹی صاحب
" جائداد — " اے ایم حسن کویا صاحب
آڈیٹر — " علی کویا صاحب
امام الصلوٰۃ — " مولوی ایم یوسف صاحب
محاسب — " پی ایم احمد حنیف صاحب
امین — " کے احمد کنجی صاحب

آسنور

صدر — مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل
جنرل سیکرٹری — " سعید احمد صاحب نمبردار
امین — " ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب
سیکرٹری مال تحریک جدید ووقف جدید وفضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ — مکرم محمد عبد اللہ صاحب
سیکرٹری امور عامہ — مکرم عبد القدیر صاحب
" تعلیم — " عبد المنان صاحب
" نشر واشاعت — " عبد الرشید صاحب
" ضیافت — " عبد الخالق صاحب
" جائداد — " غلام محمد رشی صاحب

ساونت واڑی

صدر — مکرم شیخ قاسم داؤد صاحب
نائب صدر — " یوسف خاں صاحب
سیکرٹری مال — " ایس ایم یوسف صاحب
" تبلیغ وتعلیم — " عبد المقتدر صاحب

بھدرواہ

صدر — مکرم عبد الرزاق صاحب
نائب صدر وسیکرٹری ضیافت — " محمد یاسین خان صاحب
سیکرٹری تعلیم وتبلیغ — " محمد شریف صاحب
" مال وامور عامہ — " عبد الرحمٰن صاحب

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تبصرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفر یورپ کی تفصیل اور ونڈزورتھ میں حضور کی تقریر

ملیالم اور تامل زبانوں میں

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ظہور کے بعد ہی اکناف عالم میں جس میں یورپ بھی ہے اسلام کی آواز گونجنے لگی ہے۔ اس الٰہی سلسلہ کے ذریعہ آج نہ صرف ایشیا و افریقہ میں بلکہ ممالک یورپ میں بھی سینکڑوں کی تعداد میں مبلغین اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ اور آج دنیا یہ کہنے پر مجبور ہے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔

مغربی علاقہ میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے اور اس طرح اسے اسلام کی آغوش میں لانے کی مہم سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاری ہوئی اور آج آپ کے موعود فرزند حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک قیادت کے ماتحت یہ سلسلہ اس مہم کو آگے چلاتے ہوئے ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے۔

آپ نے اپنی خلافت کے آغاز ہی میں مغربی ممالک میں اسی غرض کے لئے ایک تاریخی سفر اختیار فرمایا۔ آپ کے اس تاریخی سفر کی پہلی غرض ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن میں نو تعمیر شدہ مسجد کا افتتاح کرنا تھا۔ [illegible] مطابق جولائی تا ۱۲ راگست ۱۹۶۷ء تک کے اس عرصۂ سفر میں آپ نے فرانکفورٹ، زیورچ، ہیگ، ہمبرگ، کوپن ہیگن، لندن، گلاسگو وغیرہ ممالک کا سفر اختیار فرمایا اور تمام مراکز کا معائنہ فرما کر وہاں کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔

حضور اقدس نے اس دورہ میں صحافت پریس کانفرنسوں کو مخاطب فرمایا۔ یورپ کے دوسرے ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹیلیویژن نے حضور کے سفر یورپ کی تفصیل اور آپ کی تقاریر کو تصاویر کے ساتھ نشر کیا نیز انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کمپنی کی تیار کردہ فلمیں بالخصوص ممالک سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک، نائیجیریا، گھانا، سیرالیون، کویت اور سعودی عرب میں نشر کی گئیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے لندن کے ونڈزورتھ ہال میں ایک تاریخی تقریر فرمائی جو امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ کے نام سے لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے اور یہ تقریر قریباً ایک کروڑ افراد تک کسی نہ کسی رنگ میں پہنچ گئی۔ ہمبرگ کے ایک اخبار ڈی ولٹ نے یہ تقریر اپنے کالموں میں وسیع پیمانہ پر شائع کی۔ اس اخبار کی اشاعت ۸۰ لاکھ بتائی جاتی ہے۔

غرض حضور اقدس کا یہ تاریخی سفر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کا ایک اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ملیالم میں

حضور اقدس کے اس سفر کی تفصیلی رپورٹ اور حضور کی اہم تقاریر مختلف تصاویر کے ساتھ ادارہ احمدیہ سنٹرل کمیٹی (کالیکٹ) نے ملیالم زبان میں شائع کی ہے۔ اور اس طرح ملیالم بولنے والے ہزاروں احمدیوں پر خاص طور پر اس کمیٹی نے بہت بڑا احسان کیا ہے۔

قریباً ایک سو صفحات پر مشتمل اس خوبصورت و خوشنما کتابچہ میں ۱۶ تصاویر ہیں جن میں مغربی ممالک کی مقدس مساجد احمدیہ یعنی مسجد فضل (لندن)، مسجد مبارک (ہیگ ہالینڈ)، مسجد فضل عمر (ہمبرگ جرمنی)، مسجد نور (فرانکفورٹ جرمنی)، مسجد محمود (زیورچ سوئٹزرلینڈ) اور مسجد نصرت جہاں (کوپن ہیگن ڈنمارک) کی تصاویر اور ان کی مختصر تفصیلات ہیں اور حضور کے سفر یورپ کی تفصیل کے علاوہ مغربی اخبارات میں شائع شدہ حضور کے سفر کے متعلق رپورٹیں، تقریریں اور مساجد کے ... حضور کی ونڈزورتھ ہال کی تقریر مکمل طور پر درج کی گئی ہے۔

اس کتاب کی ... اور تصاویر کی ترتیب دلپسند اور اعلیٰ پیمانہ پر کی گئی ہے

کتاب کو ترتیب و ترجمہ دینے والے کیرالہ احمدیہ جماعت کے آرگن "ستیہ دوتن" کے ایڈیٹر برادرم مکرم این عبدالرحیم صاحب ہیں۔ انہوں نے بہت محنت و لگن سے اسے مرتب کر کے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ان کی زبان اور قلم میں برکت دے اور ایسی خدمات دینیہ زیادہ سے زیادہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کی قیمت ایک روپیہ کی صورت میں زیادہ نہیں۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل پتہ پر دستیاب ہو سکتی ہے۔

N. ABDUR RAHIM
SATHYADOOTAN OFFICE
CANNANORE-3

سفر یورپ و ونڈزورتھ تقریر تامل زبان میں

جماعت احمدیہ میلاپالیم کی طرف سے مکرم خضر محی الدین صاحب نے حضور کے مذکورہ سفر کی مختصر کیفیت تامل زبان میں شائع فرمائی ہے۔ ۴۰ صفحات پر مشتمل اس کتابچہ میں ۱۲ کے قریب تصاویر ہیں۔

اس طرح حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تاریخی ونڈزورتھ تقریر کو جماعت احمدیہ مدراس نے شائع فرمایا ہے۔

یہ ہر دو کتابچے ۲۵ نئے پیسے کے ڈاک ٹکٹ کے عوض ہی خاکسار سے مندرجہ ذیل پتہ پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

اس طرح بفضلہ تعالیٰ ہندوستان میں حضور اقدس کی یہ تقریر ۸ زبانوں میں یعنی اردو، انگریزی، ہندی، ملیالم، تامل اور تیلگو میں شائع ہو چکی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار
محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ
10. DAMODAR STREET MADRAS-6

تحریک جدید
خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۳۴ سال قبل تحریک جدید کی مبارک تحریک کی بنیاد رکھی تھی۔ احباب جماعت اپنی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لیتے رہے ہیں۔ تحریک جدید کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہ تھی اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ تحریک جدید خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہ تھی میں بالکل خالی الذہن تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل میں نازل کی اور میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

پھر اس کی اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

"اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو اور اے عورتو تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں تم آگے بڑھو اپنا تن، اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دو۔"

پس اپنے پیارے امام رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق چاہیئے کہ وہ افراد جنہوں نے وعدے ابھی تک نہیں لکھوائے وہ وعدے لکھوائیں۔ اور جنہوں نے ادائیگی نہیں کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ مالی سال کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں اور صرف چار ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے جماعت ہائے احمدیہ سے درد مندانہ اپیل کی جاتی ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

گلدستہ — جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

میں تو اسے شہید ہی کہوں گا

اگر کوئی شخص راہِ حق میں خلوص، محبت، وفا اور لگن کے ساتھ انتھک کوشش کرتا چلا جائے تو وہ مجاہد ہوتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے مجاہدہ کو اس کی حقیقی معراج تک پہنچاتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردے تو وہ شہید ہوتا ہے۔

ہمارا اکیس۲۱ سال سے دیرینہ مخلص ساتھی اور درویش بھائی یونس احمد اسلم بھی یقیناً اسی زمرہ کا ایک فرد تھا جو مسلسل کئی ماہ تک ایک متألم اور دردناک کیفیت میں بستر مرگ کا حلیف رہ کر ۱۵ احسان ۱۳۴۷ ہش (۱۵ جون ۱۹۶۸ء) کو بہشتی مقبرہ کی مقدس اور مبشر سرزمین میں آسودۂ خاک ہوا۔ اور ہمارے محلہ احمدیہ کے مختصر سے ماحول کو بجدا افسردہ بنا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا کیا تھا؟ کسی درخت کی ایک عام اور حقیر سی شاخ بریدہ ہی تو تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے جب اس سے کام لینے کا فیصلہ فرما دیا تو اسے حضرت موسےٰؑ کے ہاتھ میں دے کر وہ طاقتیں بخش دیں کہ اس کے سامنے بڑے بڑے نامور ساحروں کا طنطنہ اور طمطراق خاک میں مل گیا۔ اور اسی حقیر سی لکڑی کے ذریعہ سے ایک زندۂ جاوید معجزہ رونما ہوا۔ یہی حال ہمارے بہت سے درویش بھائیوں کا بھی ہے۔ درحقیقت ہم میں سے اکثر درویش اپنی عالمگیر احمدیہ برادری کے بے حقیقت اور حقیر افراد تھے لیکن جب اللہ تعالےٰ نے ان سے سلسلہ کی خدمت لینے کا فیصلہ فرمایا تو مختلف اشجار احمدیت کی ان شاخہائے بریدہ کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا اور یوں موجودہ زمانہ کا ایک معجزہ حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ رونما ہوا یعنی ایک طرف تو اللہ تعالےٰ نے بحد غیر معمولی حالات میں ان درویشوں کو احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں رہ کر خدمت کی توفیق عطا کی اور دوسری طرف وہ تین سو تیرہ کے مقدس اور تاریخی عدد کے اجزا ہو کر حضرت مصلح موعودؓ کی صداقت کا نشان بن گئے۔

انہی میں سے ایک ہمارے درویش بھائی یونس احمد صاحب اسلم بھی تھے۔ وہ کچھ زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ مگر اپنی ذاتی قابلیت کے باعث دفتری کاموں کا ایک سلیقہ رکھتے تھے اور سلیقے کے ساتھ جب خلوص شامل ہو جائے تو وہ ایک اعتماد اور یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ مرحوم کے اندر خلوص بھی تھا اور خوش سلیقگی بھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جس دفتر میں بھی کام کیا اپنے افسران کو مطمئن رکھا مرحوم کی شادی ۱۹۵۱ء میں مکرم ماسٹر حبیب احمد صاحب آف بریلی کے ہاں ہوئی تھی اللہ تعالےٰ نے مرحوم کو کثیر اولاد سے نوازا۔ موجودہ دور میں جب کہ ہمت شکن مہنگائی کا عفریت کم تنخواہ داروں کو نگلتا چلا جا رہا ہے قدرتی طور پر تو اسلم صاحب مرحوم کی کثیر العیالی ان کے لئے پریشانی کا باعث ہونی چاہیئے تھی لیکن وہ باہمت انسان ہمیشہ اپنی کثیر العیالی پر بھی نازاں رہا۔ مہنگائی ہر سال تیز رفتاری سے بڑھتی رہی اور اُدھر ہر سال مرحوم کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوتا رہا۔ مرحوم کی سولہ سالہ ازدواجی زندگی میں دس بچے پیدا ہوئے جو بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہیں (اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان سب کا حافظ و ناصر اور کفیل ہو)۔ اس ازدواجی زندگی کے سولہ سال میں کچھ عرصہ اسلم مرحوم خود بیمار رہے اور کچھ عرصہ ان کی اہلیہ بیمار رہیں۔ باقی عرصہ کی اگر اوسط نکالی جائے تو مرحوم کے ہاں فی سال ایک بچہ تولد ہوا۔ مگر تعجب اور آفرین ہے اس شخص پر کہ بچوں کی یہ کثرت اور آمدن کی قلت مرحوم کے ماتھے پر شکن نہ ڈال سکی مرحوم کی طبیعت میں بے حد مزاح تھا چنانچہ جب کبھی بچہ تولد ہوتا تو بڑی شگفتگی اور شانِ بے نیازی کے ساتھ اپنے احباب کو یہ مژدہ سناتے کہ

نئے سال کا کیلنڈر چھاپ دیا ہے

اور یوں کیلنڈر چھپتے چلے گئے۔ ادھر بچوں کے کیلنڈر چھپتے رہے اور اُدھر پریسوں میں شائع ہونے والے کیلنڈروں کا ہر نیا دن صبر آزما مہنگائی کا پیغام لئے غرباء کے دروازے پر ایک خوف پیدا کرنے والی دستک دیتا رہا۔ نتیجہ؟ ظاہر ہے وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی ہمارا یہ درویش بھائی اپنی کثیر العیالی کے بوجھ تلے دبا ہوا گرانی کے اژدہا کی طرف کھنچتا چلا گیا۔

مگر آفرین ہے اس باہمت اسلم پر کہ وہ گھبرایا نہیں۔ اس کی پیشانی شکنوں سے ناآشنا رہی اور وہ اپنی صحت اور منحنی سے جسم کی پروا کئے بغیر تلاش روزگار کے لئے مختلف میدانوں میں اپنی ہمت کی کمندیں پھینکتا چلا گیا۔ اور مسلسل کئی برس تک

ملکِ خدا تنگ نیست
پائے مرا لنگ نیست

کا عملی نعرہ لگاتا ہوا فرشتۂ خوراک کے نقوشِ قدم کی تلاش میں سرگرداں رہا۔

ابتدا میں مرحوم سینٹ سازی کا کام کیا۔ چنانچہ سیون فلاورز Seven Flowers کے نام سے ایک سینٹ تیار کیا مگر وہ کچھ زیادہ کامیاب نہ رہا۔ یا شاید اس لئے کہ فلاورز (بچے) سات کی تعداد سے بڑھنے کے آثار تھے۔ مرحوم نے اپنے فارغ اوقات میں مختلف ادوار میں Side Business کے کئی پروگرام بنائے۔ اس نے اپنے مکان کے احاطہ میں ایک مرغی خانہ کھولا اور اپنی ہمت کے مطابق اس پر رقم بھی خرچ کی اور پسینہ بھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے انڈوں کی خرید و فروخت کا کام بھی شروع کیا۔ وہ روزانہ قادیان اور مضافات سے انڈے خرید لاتا اور بٹالہ یا امرتسر جاکر فروخت کرتا۔ دفتری اوقات کے بعد یہ اس کا روزانہ کا معمول تھا اور غیر معمولی مشقت طلب تھا۔ لیکن داد دینی چاہیئے مرحوم کی ہمت کی کہ وہ ایک عزم اور لگن کے ساتھ روزانہ منجمد کر دینے والی سردی میں صبح سویرے دیہات جاکر انڈے خرید کے لاتا رہا۔ لیکن بالآخر جب بخار بھر کے مرغی خانے فیل ہو گئے تو مرحوم ایک بالکل انوکھے رنگ میں سرگرم عمل ہوا۔

اور ایک روز اچانک ہم نے دیکھا کہ ہمارا یہ بھائی سٹیتھسکوپ گلے میں لٹکائے اور دوائیوں کی چند شیشیاں سفری بیگ میں ڈالے ایک پرانے مگر تیل سے چپڑے ہوئے سائیکل پر کہیں جا رہا ہے "بھئی کہاں جاتے ہو"؟ وہ مسکرا دیا "اب میں ڈاکٹر بن گیا ہوں۔ اب فلاں گاؤں میں جایا کرتا ہوں"۔ اور وہ مختصر سا انسان بچوں کی پرورش کا ایک آہنی عزم دل میں لئے مئی جون کی جھلسا دینے والی دوپہروں میں قادیان سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر روزانہ ایک گاؤں میں جاکر دیہاتی مریضوں کی ڈاکٹری کر کے شام کو تھکن سے چور واپس آتا۔ پھر معلوم ہوا کہ اب وہ صرف ایک گاؤں میں نہیں بلکہ کئی کئی دیہات کا چکر لگاتا ہے۔

رزقِ حلال، اور پھر بچوں کی اتنی بڑی تعداد کے لئے پیدا کرنا اس دور کا ایک سنگین مسئلہ سہی لیکن اسلم مرحوم کا کردار بتاتا ہے کہ اس کے دل میں درد تھا اپنی اولاد کے لئے اور ایک عزم تھا اپنی اولاد کو رزق حلال سے پالنے کے لئے۔ وہ ایک کمزور صحت اور نازک طبع انسان تھا مگر بعض اوقات قواہی نے بلا مبالغہ روزانہ بیس بیس پچیس پچیس میل کا سفر سائیکل پر لُو اور سردی میں کیا۔

اسلم مرحوم نے بے شمار تدبیروں سے اپنی اس پریشانی کے ازالہ کی کوشش کی۔ سینٹ بنایا۔ مرغی خانہ کھولا بھینس پالی۔ طبابت کی۔ ڈاکٹری کی۔ سرمہ بنایا۔ منجن تیار کیا۔ کاجل بنایا۔ انڈوں کا کاروبار کیا اپنے والد محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کے کچھ کتابچے (مثلاً سلطان کا نفرنس وغیرہ) شائع کئے۔ مرحوم نے کیا کچھ نہیں کیا جو اسے کرنا چاہیئے تھا۔

وقت کے تیز دھارے اور غیر معمولی محنت کے اثرات وعواقب سے کون بچ سکتا ہے۔ یوں تو یہ اثر کافی عرصہ پہلے سے ہو رہا تھا چنانچہ مرحوم نے سامنے کے کئی دانت ۳۹ سال کی عمر ہی میں مصنوعی لگوا لئے تھے۔ لیکن موجودہ سال کے شروع میں اس غیر معمولی محنت کا شدید ردّ عمل ہوا اور اسلم مرحوم بیمار ہو گیا۔ دراصل بیماری تو ایک عرصہ سے اندر ہی اندر دیمک کی طرح اس کے جسم کو چاٹ رہی تھی۔ وہ خود بھی یہی سمجھتا تھا اور اس کے معالجوں کا خیال بھی یہی تھا کہ اس کے پیٹ میں جو درد اٹھا کرتا ہے وہ معمولی سا عارضہ ہے لیکن امرتسر کے وی جے ہسپتال میں ماہر ڈاکٹروں نے معائنہ کر کے بتایا کہ اسے تو کینسر ہے۔ اور کینسر بھی آخری سٹیج پر پہنچا ہوا جب کہ علاج بھی بے فائدہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ کینسر مایوس کن حد کو پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا مریض کو واپس لے جاؤ اور اسے اپنے گھر میں زندگی کے آخری ایام گزارنے دو۔

اور یوں وہ اپنے مکان کے ایک گوشے میں اپنی زندگی کے آخری ایام گزارتا رہا۔ ضعف و نقاہت نے اس کے جسم و جان کا یہ عالم بنا دیا تھا کہ بجدا اس کی طرف دیکھ کر ایک دردمند دل برداشت نہ کر سکتا تھا۔ سرطان کے ساتھ ہی خون کی کمی کے باعث اسے یرقان بھی تھا۔ آنکھیں زرد چہرہ زرد جسم پیلا۔ یہ کیفیت دیکھ کر درویش آبادی اپنے بھائی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتی رہی مگر وہی ہوا جو خدا کو منظور تھا اور آخر قدرت نے اسے کہہ دیا کہ تو نے اپنی کمسن اور کثیر اولاد کے لئے بحد محنت کی ہے۔ اب تو آرام کر۔ ابدی آرام۔ اور ہم نے پاچشم پُرنم ۱۵ جون کو اپنے مخلص درویش بھائی کو اس کی ابدی آرام گاہ بہشتی مقبرہ میں پہنچا دیا۔

اسلم مرحوم بہت ہنس مکھ اور بڑی ہی اعلیٰ مزاحیہ طبیعت کا مالک تھا۔ وہ ہنسی اور مزاح کے شگوفے چھوڑتا اور دوستوں کے میٹھی چٹکیاں لیتا تھا۔ وہ اپنے تمام درویش بھائیوں کی رنج وطرب کی محفلوں میں باقاعدہ شریک ہوتا تھا۔ بیماروں کی احوال پرسی اور تیمارداری مرحوم کا خاص امتیاز تھا

۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۳ء تک تقریباً ساڑھے تین سال کا عرصہ درویشوں کی شادیوں کا دور تھا۔ ہر چند روز کے بعد کوئی نہ کوئی درویش یا تو شادی کے لئے جا رہا ہوتا تھا یا شادی کر کے واپس آرہا ہوتا تھا۔ ان کی الوداعی اور استقبالی تقریبات میں مرحوم نے اپنے اوپر گویا فرض قرار دے لیا تھا کہ ہر درویش کو اس کی روانگی اور واپسی پر پھولوں کے ہار بڑے اہتمام اور محبت سے پہنایا کرتے۔ اس کے علاوہ ہر شادی شدہ جوڑے کے مکان کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا کرتے۔ اور پھر ہر نئے جوڑے کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت پر مدعو کرتے۔

اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقع پر یا سال کے عام دنوں میں سلسلہ کے جو مہمان آتے ان کی حسب توفیق تواضع کرتے۔

مرحوم کی آواز میں سوز اور درد تھا۔ چنانچہ سالانہ جلسوں کے علاوہ دوسرے تمام جلسوں اور تقریبات میں خوش الحانی سے نظمیں پڑھا کرتے۔ اور سامعین کو محظوظ کیا کرتے۔

یوں تو تمام شریف احمدی اپنے اپنے گھروں کے کاموں میں بیویوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن اسلم مرحوم میں یہ وصف بہت نمایاں تھا۔ اس لئے کہ اس گھر میں تو قریباً ہر سال اس کا موقع پیدا ہوتا تھا۔ مرحوم کی اہلیہ جس نے مرحوم کی خدمت اور تیمارداری کا حق واقعی طور پر ادا کر دیا۔ نے خواتین سے ذکر کیا ہے کہ مرحوم استنے معذور الاوقات ہونے کے باوجود گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹایا کرتے

درویشی کی ایک خاص چیز کے ذکر کا شاید یہی موقعہ ہے۔ یہاں درویشوں کا اپنے بیوی بچوں کے علاوہ کوئی رشتہ دار نہیں ہے نہ ماں نہ باپ۔ نہ بہن نہ بھائی۔ نہ چچا نہ خالو۔ نہ بھتیجی نہ بھانجہ۔ حتّٰی کہ جب ان درویشوں کی بیویاں زچگی یا عام بیماری سے فریش ہوتی ہیں تو درویشوں کو اپنے دفتری فرائض کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کے علاوہ باورچیخانہ کا سارا بار بھی سنبھالنا پڑتا ہے۔

پھر پریشانیوں اور مشکلات کے مواقع پر اگر رشتہ دار قریب ہوں اور ان سے ملنے کے مواقع موجود ہوں تو وہ رشتہ دار دکھ درد میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ گویا وہ رشتے جن کا قرب طبعاً ایک تسکین دہ

کے لئے سکون کا سامان پیدا کر دیتا ہے ہم سب درویشوں سے دور ہیں۔ اور کسی تکلیف کی اطلاع ملنے پر بھی ہمیں پہنچ سکتے

اب دیکھئے کتنا دردناک ہے یہ واقعہ کہ مرحوم اسلم یہاں قادیان میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ اس کی خطرناک بیماری کی اطلاعات خطوط اور تاروں کے ذریعہ سے اس کے دور افتادہ بوڑھے والدین کو مل رہی ہیں۔ وہ جی جان سے چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ اپنے جگر گوشے کے پاس جلد از جلد پہنچ جائیں۔ اور عمرہ پاسپورٹ اور ویزا کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ ادھر ان کا لختِ جگر شدتِ مرض کے کرب کے ساتھ ہی اندوہِ انتظار میں مبتلا ہے۔ ان مجبور اور بوڑھے والدین کی کیا کیفیتِ قلبی ہو گی جب انہیں معلوم ہوا ہو گا کہ

تمہیں ویزا نہیں مل سکتا

اندھے قانون کی بے رحم اور سنگین دیوار بیچ میں ڈھیلے ہوئے والدین اور زندگی کی آخری گھڑیاں گزارتے ہوئے بیٹے کے درمیان حائل ہو گئیں۔ بیٹا دم واپسیں تک انتظار کرتا رہا مگر کوئی نہ آسکا۔ اور جب ان دکھ اور ہجر کے مارے ہوئے والدین کو دیئے فرزندِ عزیز کی وفات کی المناک اطلاع ملی ہو گی تو ان کے کلیجوں پر چھریاں چل گئی ہوں گی۔ اور اس ناقابلِ برداشت صدمے سے ان کی بوڑھی کمریں جھک گئی ہوں گی۔

مجھے جہاں مرحوم کے تمام اعزہ واقرباء سے دلی ہمدردی ہے وہاں میں خاص طور پر مرحوم کے والدین کو قابلِ مبارکباد بھی سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو قبول فرما لیا

پنجابی زبان کی ایک کہاوت ہے

بھریا اوس دا جانیئے جس دا توڑ چڑھے۔

اور مرحوم کی وفات قابلِ رشک ہے اس لحاظ سے کہ وہ اپنے عہدِ وفا کو پورا کر گیا۔ اور اسے بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ حصہ نمبر ۵ کی قبر نمبر ایک میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت سے نوازے۔ اور اس کے تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ اور ہم مِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ کا انجام بھی بخیر کرے آمین۔

---

۴ چلو بھر کر منہ میں ڈال لینے کی کوشش نہیں کرتا وہ خود اپنی بدبختی کو آواز دیتا ہے اور ہلاکت کے دنوں کو قریب تر لاتا ہے۔ اس میں نہ تو چشمہ کا، اور نہ چشمہ کی خبر دینے والے کا قصور ہے۔ قصور اسی کا ہے جو وقت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور غفلت اور بے اعتنائی سے کام لیتا ہے۔ ❊

اداریہ بقیہ صفحہ نمبر دو

اَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

ان آیاتِ کریمہ میں مخالفین کے حسب ذیل متبادل مطالبات کا ذکر کیا گیا ہے :-

۱۔ زمین سے چشمہ جاری کر کے دکھا دو ۲۔ تیرے قبضہ میں کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو۔ جو جاری شدہ نہروں سے سرسبز و شاداب ہو ۳۔ آسمان کے ٹکڑے گریں ۴۔ خدا اور فرشتے آتے ہوئے سامنے نظر آئیں۔ ۵۔ تیرا اپنا گھر سونے کا بن جائے۔ ۶۔ تو ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جائے۔ ۷۔ پھر آسمان سے ایسی کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں

اب دیکھو ان جملہ مطالبات کا بارگاہِ رسالت کی زبانِ حقیقت ترجمان سے ایک ہی جواب دیا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ

هَلْ كُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

میں تو بشر رسول ہوں۔ تم مجھے اسی معیار پر پرکھو۔ میں کوئی شعبدہ باز نہیں۔ میں تو روحانیت کا معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میرے ذریعہ تمہاری روحانیت درست ہو گی۔ یہی انسانیت کا جوہر ہے۔ اسی کے نتیجہ میں تمہاری دنیا بھی سنور جائے گی۔ اور تم نوعِ انسان کے لئے مفید وجود بن جاؤ گے۔

دیکھ لو باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر آن قدرتِ الٰہیہ کا زبردست ہاتھ کام کر رہا تھا۔ مخالفین کے ایسے مطالبات پورے کر دینے سے صاف انکار کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ سب سراسر مادی نوعیت کے تھے۔ جن کا روحانیت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ انبیاء علیہم السلام دنیا کے دلوں میں پہلے نمبر پر خدا تعالیٰ کی ذات پر زندہ اور تازہ ایمان پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کو بالکل پاک وصاف بنانے آتے ہیں جب کوئی قوم اس آواز پر لبیک کہہ کر نبیٔ وقت کے بتائے ہوئے لائحہ عمل کو اپنا لیتی ہے تو پھر روحانی نعمت کے ساتھ ساتھ انہیں دنیوی نعمتوں سے بھی نواز دیا جاتا ہے مگر دنیا کی دوسری ترقیات ہوں یا صنعت وحرفت اور سائنس میں سرفرازی۔ یہ سب قسم کی ترقیات ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ اسلامی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تو یہی پر حقیقت جواب مخالفین کو سنا دیا گیا جس کی اس وقت انسانیت کو اشد ضرورت تھی مگر اسلام کا پودا جونہی بڑھا اور اس کی شاخیں اکنافِ عالم میں پھیلیں تو مسلمانوں کو وہ سب دنیوی نعمتیں بھی حاصل ہو گئیں جن کا مطالبہ مخالفین کی طرف سے قبل از وقت کیا گیا تھا۔ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمان چشموں والے علاقوں کے بھی مالک بنے۔ ان کے قبضہ میں باغات بھی آئے۔ نہ صرف قبضہ میں آئے بلکہ مغل بادشاہوں کی طرف تو اب تک بعض باغوں کی نسبت چلی آ رہی ہے۔ اسی طرح دنیا کی ظاہری دولت بھی مسلمانوں کے قدموں میں آگری۔ اور ایک وقت وہ بھی آیا کہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں لمبے عرصہ تک مسلمانوں نے دنیا بھر کی قیادت کی۔

اب اگر کوتاہ فہم مستشرق موجودہ زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی نسبت یہ خیال رکھتا ہے کہ چونکہ آپ نے انسانیت کو سائنٹفک علوم میں کوئی نیا طریقہ یا کوئی نئی دریافت نہیں دی ہے اس لئے روحانیت میں آپ کا دعوےٰ ناقابلِ تسلیم ہے تو اس کا یہ خیال سراسر غلط اور بے حقیقت ہے کیونکہ جس چیز کی انسانیت کو اس وقت اشد ضرورت ہے وہ اس نوعیت کی نہیں جسے مستشرق پیش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب تک جو نئی نئی دریافتیں ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں ان سے سوائے نوعِ انسان کو نئے سے نئے طریق پر تباہ و برباد کرنے کے طریق بتانے کے انسانیت کی حقیقی خدمت کا کوئی بھی کام نہیں ہو پایا۔ اگر ایسا ہوتا تو باوجود سائنس میں محیر العقول برتری حاصل کر لینے کے آج یہ دنیا سب لوگوں کو ایک ایسے خوفناک آتش فشاں پر بیٹھی ہوئی نظر نہ آتی جس کی ہلاکت خیزی کی تفصیلات سن کر ہر شخص کے حواس گم ہو جاتے ہیں۔

اس وقت جس چیز کی انسانیت کو اشد اور فوری ضرورت ہے وہ وہی ہے جسے سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پیش کیا۔ یعنی یہ کہ دنیا اپنے خالق اور مالک کو پہچان لے اور اس کی معرفت حاصل کر کے اپنی گندی زیست سے چھٹکارا پا لے۔ اس سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشمار معجزات ونشانات بھی دئے گئے جن پر غور کرنے سے آپ کے دعوےٰ کی صداقت اور آپ کی پیشکردہ باتوں کی تصدیق پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔

دیگر ماموروں کی طرح آپ نے بھی انسانیت کو وہ چیز دے دی جس کی اسے ضرورت تھی آپ نے سچے خدا تک پہنچ جانے کے رستہ کی نشاندہی کی اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ وہ اس رستہ پر چل کر منزلِ مقصود کی طرف بڑھیں۔ جو شخص چشمہ پر پہنچ جانے کے باوجود تشنہ کام لوٹتا ہے اور ہمت کر کے چشمہ سے ہم

(باقی اسی صفحہ کے کالم نمبر تین پر)

شیندرہ ضلع پونچھ میں ایک کامیاب جلسہ

(اور)

علمی مذاکرات

رپورٹ مرسلہ مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے ماتحت خاکسار نے گذشتہ ماہ باغات ہائے احمدیہ پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ کیا۔ اور تمام جماعتوں کے احباب کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ بفضلہ تعالیٰ تمام جماعتوں نے خاکسار کو پورا پورا تعاون دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اسی سلسلہ میں خاکسار جب شیندرہ پہنچا تو وہاں کے احباب نے ایک جلسہ منعقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ دوستوں کی خواہش کے پیش نظر مکرم جماعت کی طرف سے ایک تبلیغی و تربیتی جلسے کا انتظام کیا گیا قارئین بدر کے افادہ و دلچسپی طبع کی غرض سے جلسے کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:۔

اس اجلاس کی صدارت مکرم عبدالکریم صاحب وانی پریذیڈنٹ نے کی مکرم محمد حسین صاحب ناجز کی تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مال نے سامعین سے خطاب کیا۔ موصوف نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرماتے ہوئے ان کی تفسیر بیان کی اور ان کی روشنی میں احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور میدان عمل میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتے رہنے کی تلقین فرمائی

بعد ازاں خاکسار نے اعمال صالحہ بجا لانے کے ذرائع بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو خلافت سے دائمی وابستگی اختیار کرنے پر خاص زور دیا۔ اور قدرت ثانیہ خلافت۔ اور اس کی جاری فرمودہ تحریکات وغیرہ امور پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی۔ اپنی تقریر کے آخر میں میں نے نظام کی برکات کے ضمن میں جماعتی شیرازہ بندی کا مفصل ذکر کیا۔ اور بتایا کہ اگر آپ دوگنی ترقیات کے زینے طے کرنا چاہتے ہیں تو نظام جماعت سے محکم وابستگی اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماوے

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب نے سامعین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس کے خاتمہ پر تعلیم القرآن کلاس جاری کرنے کی تحریک کی گئی اور اس کے لئے مکرم محمد حسین صاحب ناجز کو بطور معلم مقرر کیا گیا۔

شیندرہ میں قیام کے دوران میں احباب جماعت کی زبانی معلوم ہوا کہ یہاں دہلی سے ایک مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے جماعت کے خلاف اپنے مسموم پراپیگنڈا کے ذریعہ فضا بہت مکدر کر رکھی ہے۔ اُن کا شیوہ ہی یہ ہے کہ جب بھی مذہبی گفتگو کا موقعہ ملتا ہے چند معین اعتراضات دہرا دیتے ہیں اور احمدیوں سے اُن کے جواب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر خاکسار نے پرامن ماحول میں مولوی صاحب موصوف کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی۔ مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے آنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اپنے طور پر میں نے احباب جماعت کو اور غیر احمدی دوستوں کو مولوی صاحب کے اعتراضات کے کافی و شافی جوابات سے آگاہ کیا۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک غیر احمدی عالم مولانا بشیر محمد صاحب فاضل دیوبند سے بھی تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ اس علمی مذاکرہ میں مولوی صاحب موصوف نے جو سوالات و اعتراضات کئے الحمد للہ کہ اُن کے واضح اور مدلل جوابات دیئے گئے جن کا سامعین پر اچھا اثر ہوا۔ بالآخر قارئین سے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور ہمیں بہتر رنگ میں خدمت دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شکریہ احباب اور درخواست دعا

میرے شوہر مکرم یونس احمد صاحب اسلم درویش قادیان کی المناک وفات پر اس کثرت کے ساتھ احباب جماعت اور دوستوں کی طرف سے تعزیت کے خطوط موصول ہوئے ہیں کہ میں سب کو انفرادی طور پر جواب لکھنے سے قاصر ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب بہنوں اور بھائیوں کو جزائے خیر دے۔ میں سب کی تہ دل سے ممنون ہوں ازراہ کرم اپنی دعاؤں میں مرحوم کے بچوں کو ضرور یاد رکھیں اللہ تعالیٰ انکا ہر طرح سے حافظ و ناصر ہو اور ہم لوگوں کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ خاکسارہ اہلیہ مکرم یونس احمد صاحب اسلم مرحوم از قادیان

مالی سال کی سہ ماہی اوّل

بقایا دار جماعتیں جلد توجہ کریں

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی اوّل کا تیسرا مہینہ گذر رہا ہے لیکن جائزہ لینے سے ظاہر ہے کہ بنسبتی بجٹ کے مقابل پر چندہ جات کی وصولی بہت کم ہوئی ہے اور اکثر جماعتوں کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے اور متعدد جماعتوں کے ذمہ گذشتہ مالی سال کی معقول رقوم قابل ادا ہیں۔

مالی فرائض کی انجام دہی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزانوں کو اپنا سمجھتا ہے اور امساک اس سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میرا الٰہی سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس نے مزید فرمایا کہ

"تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی، صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرے اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔"

ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران سلسلہ کی ضروریات اور چندہ جات کی اہمیت کو صحیح طور پر سمجھتے ہوئے اپنا قدم آگے بڑھائیں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ دوستوں کو حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ امینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta 1

فون نمبرز:۔ 23-1652 / 23-5222

تار کا پتہ:۔ Autocentre

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخابات کی از ماہ ہجرت ۱۳۴۷ ہش تا ماہ شہادت ۱۳۴۹ ہش (مئی ۱۹۶۸ء تا اپریل ۱۹۷۰ء) کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔ یہ پہلی قسط ہے۔ یعنی ابھی تک بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے انتخاب موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے کہ جلد از جلد بقیہ مجالس قائد کا انتخاب کر کے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان سے منظوری حاصل کریں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نمبر شمار	نام مجالس خدام الاحمدیہ	منظور شدہ قائد برائے ۱۳۴۷-۴۹ ہش (۱۹۶۸-۷۰ء)
۱	پنتہ کنڈی	مکرم محمد عبد الغنی صاحب
۲	بنگلور	ر محمد فضل اللہ صاحب
۳	امروہہ	ر مبارک احمد صاحب
۴	سکندرآباد	ر مہر الدین صاحب
۵	شیموگہ	ر سید محمد جعفر صادق صاحب
۶	یادگیر	ر رفعت اللہ صاحب غوری
۷	کیرنگ	ر حنیف خاں صاحب
۸	پونچھ و مینڈھر	ر شمس الدین صاحب
۹	مدراس	ر حسن محمد صاحب جعفری
۱۰	پینگاڈی	ر این کنجو احمد صاحب

جماعت احمدیہ پینگاڈی کی طرف سے

جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

مورخہ ۱۹ر احسان ۱۳۴۷ ہش بروز جمعہ احمدیہ ورنیہ پرائمری سکول پینگاڈی کے وسیع احاطہ میں لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت مکرم مولوی ابو الوفا صاحب مبلغ جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ نے فرمائی۔ اجلاس کی کارروائی ٹھیک ۷ بجے تلاوت قرآن کریم کے ساتھ آغاز پذیر ہوئی۔

بعدہٗ مکرم اے پی ابو بکر صاحب، مکرم جی مبارک احمد صاحب، مکرم جی محمود احمد صاحب اور مکرم مولانا ابو الوفا صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اپنی اپنی تقریروں کے ذریعہ واضح کیا۔ اجلاس کی کارروائی بفضلہ تعالیٰ دو گھنٹے تک پرامن ماحول میں جاری رہی۔ قریباً ۹½ بجے دعا کے بعد اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

این کنجو احمد جنرل سیکرٹری
انجمن احمدیہ پینگاڈی

قابل فخر اور قابل ستائش

محترمہ ہمشیرہ جناب امۃ الباسط صاحبہ ٹیچر گورنمنٹ بی ایس یاڑی پورہ کشمیر تحریر فرماتی ہیں کہ آپ کے تحفے بہت پسند آئے اور بہت ہی مفید پائے اور جن بہنوں کو ہم نے دیئے انہیں بھی بہت ہی پسند آئے اس لئے یہ تحفے قابل فخر اور قابل ستائش بھی ہیں۔ میں نے تمام احمدی بہنوں میں منگوانے کی تحریک کی ہے۔ ہمارا اشیا تحفہ درویش منجن اور درویش چورن بھی آزمایئے اور ہمیں خدمت کا موقعہ دیجئے۔ درویش منجن دانتوں کی جملہ امراض پائیوریا یا پانی بہنا، ہلنا درد، مسوڑھوں آنا وغیرہ کے لئے نادر تحفہ ہے۔ درویش چورن اکسیر معدہ و پیٹ کے جملہ امراض قبض، بدہضمی، دست، درد وغیرہ کے لئے بیحد مفید ہے۔ [illegible] ہمارے سالانہ تحفے سرمہ درویش، درس کتابیں، جڑی بوٹیوں اور بچے مرتب [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح اول۔ علاوہ ازیں درویش سینٹ اور درویش امرت [illegible] خرید [illegible] صرف ایک روپیہ۔

مینیجر دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان

محترم مکرم بابا محمد دین صاحب درویش قادیان کی وفات

قادیان ۲ر وفا۔ نہایت افسوس کہ چار بجے قبل از دوپہر محترم مکرم بابا محمد دین صاحب درویش قادیان بعمر ۸۴ سال اچانک وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم معمول کے مطابق بشاشت سے خوش و خرم تھے اور اپنی پالتو بھینس کے لئے پہلی بار گھاس لائے۔ اور اس کے بعد دوسری بار بھی لائے اور اندر آکر لیٹے اور چند منٹ کے بعد اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ نہ بیمار پڑے اور نہ کسی سے کوئی خدمت لی۔

تجہیز و تکفین کے بعد حضرت امیر صاحب محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے بعد نماز عشاء مہمان خانہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں درویشان کی بھاری تعداد شریک ہوئی۔ بعدہٗ بوجہ موصی ہونے کے مرحوم کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرائی۔

مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے محنتی اور سادہ زندگی بسر کرنے والے بزرگ تھے۔ ہاتھ سے کام کرنے اور کبھی فارغ نہ بیٹھنے کے عادی تھے۔ شروع درویشی سے سلسلہ کی طرف سے مستقل لگائی گئی ڈیوٹی ادا کرنے کے بعد مویشی پالتے اور ان کے لئے گھاس جمع کرنے کا شغل رکھتے۔ بڑے مستقل مزاج، خود دار، متوکل انسان تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد سے محبت، خلافت سے والہانہ عقیدت رکھنے والے تھے۔ سلسلہ کی مالی تحریکات میں شرح صدر سے حصہ لیتے اور پابند صوم و صلوٰۃ کے ساتھ باقاعدہ تہجد گذار دعا گو بزرگ تھے۔

سابق وطن موضع بڑو کے گوسائیاں ضلع گوجرانوالہ تھا کوئی اولاد نہ تھی۔ تقسیم ملک کے وقت اولین درویشان میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ ضعیف العمر ہونے اور پیرانہ سالی کے باعث کمر جھک جانے کے باوجود ہمیشہ باہمت بن کر نئی پود کے لئے نمونہ بنے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں بلند درجات پر فائز کرے اور ایمان کے ساتھ راضی ہو جائے۔ نیک نمونہ اور اعلیٰ صفات میں ہم سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

سوسائٹی آف سرونٹس آف گاڈ

(بقیہ صفحہ اول)

میں نے اس موقع پر چند ہندو علماء کی تصانیف کا ذکر کیا۔ جیسے ڈاکٹر بھگوان داس بنارسی کی کتاب مذاہب عالم کی مشترک بنیاد۔ پنڈت سندر لال الہ آبادی کی گیتا و قرآن۔ اور پھر کہا کہ رگوید جو ویدوں میں سب سے قدیم اور اصل ہے اس میں خدا کی حمد بہت والہانہ رنگ میں کی جاتی ہے اس جگہ کسی دیوی یا دیوتا کا وسیلہ نہیں آتا۔ چند مسلم علماء کے اقوال بھی سنائے جو ہندو ازم کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وید اور گیتا میں ابھی تک توحید کی تعلیم موجود ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ قول بھی سنایا کہ وید میں پہلے توحید پائی جاتی تھی۔ مگر پھر ویدوں میں تحریف ہوتی گئی۔ اور توحید کی روشنی پر شرک کی جہالت غالب آتی گئی۔

میں نے خاص طور پر اپنشدوں کا حوالہ دیا۔ جو ہندو دھرم کی بہت اعلیٰ مذہبی اور روحانی تصانیف سمجھی جاتی ہیں۔ اور جن کا موضوع ہی توحید الٰہی ہے

بفضلہ تعالیٰ میں نے اپنا نظریہ نہایت مدلل اور زوردار طور پر پیش کیا۔ اور میرے بیان میں کوئی خود اعتمادی موجود تھی۔ اس لئے ہر طبقہ کے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ ڈاکٹر وین عقلیہ جہتا نے کہا کہ یہ تقریر ایسی ہے کہ اس سے آج کا اجتماع کامیاب ہوگیا۔ میں نے اپنی تقریر میں پیشوایان مذاہب کے احترام اور اعمال میں مساوات کا بھی خاص طور پر ذکر کیا۔ میرے علاوہ اور کسی نے تقریر نہیں کی حالانکہ کئی مشہور پنڈت اور پروفیسر موجود تھے تقریر کے بعد بھجن ہوا۔ اور بعد "رام بھوجن" سبھوں کو ایک ہی دستر خوان پر ایک ہی قسم کا کھانا کھلایا گیا۔ اور اس طرح یہ تقریب خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوگئی۔